مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ

تحذیر الانسان
عن
ارتکاب آفات اللسان

مؤلفہ

مولانا مولوی حافظ محمد اشفاق الرحمن صاحب کاندھلوی
مہتمم مدرسہ اشرفیہ چھتہ لال میاں دہلی

سنہ ۱۳۴۰ھ

تحذیر الانسان

عن ارتکاب

آفات اللسان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان سبحانہ من الہ جعل اللسان من الانسان معبرا عما یکنہ باطن الجنان فھو بمنزلۃ الترجمان والاسیر المطلق من قیود الھوان + بل الرئیس المطلق فی حلبۃ المیدان المرتب علی شہادتہ غایۃ الطاعۃ والعصیان والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد عبدہ ورسولہ سید ولد عدنان وخلاصۃ الخلاصۃ من نوع الانسان + **امابعد** زبان ایک چھوٹا سا عضو ہے حق تعالیٰ کی عجیب صنعت اور ہمپر نعمت ہے مگر باوجود صغیر الجثہ ہونے کے اسکی طاعتیں بھی بہت بڑی ہیں اور گناہ بھی بہت سخت ہیں اسلئے کہ کفر واسلام کے ظہور کا مدار بھی اسی عضو پر ہے اور کوئی شئے موجود ہو یا معدوم اور خالق ہو یا مخلوق متخیل ہو یا معلوم مظنون ہو یا موہوم ایسی نہیں کہ زبان اسکی نسبت نفیاً یا اثباتاً کچھ نہ کہہ سکے۔ یہ اس عضو میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ اور اعضاء میں نہیں پائی جاتی مثلاً آنکھ ہے کہ وہ الوان اور صورتوں کے سوا کچھ ادراک نہیں کرتی اور کان آوازوں کے سننے کے سوا اور کچھ ادراک نہیں کرتا مگر زبان کی جولانیاں ایسی ہیں کہ اسکو کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو روک سکے یہ ہر میدان میں حق ہو یا باطل چلتی رہتی ہے۔

جو شخص اس سے بالکل بیفکر ہو جاتا ہے اور اسکو آزاد کر دیتا ہے یہ اسکو ہلاکیوں میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑتی اسلئے کہ دوزخ میں موہنوں کے بل ڈالنے والی یہی زبان ہے۔ پس اسکی بُرائی سے وہی بچ سکتا ہے جو اسکو شریعت کی لگام پہنا دے اور اسکو بولنے کی اجازت بجز خیر دنیوی یا اُخروی کے نہ دے۔ اور زبان کی آفات بے انتہا ہیں بلا تحقیق و اطلاع سمجھنا دشوار ہے اسلئے یہ خیال ہوا کہ زبان کی آفات ایک رسالہ کی شکل میں اگر یکجا جمع ہو کر طبع ہو جاویں تو یہ اسکی آفات لسان سے بچنے کے لئے محرک اور معین ہوگا اور واعظین کو بھی بیان پر مفید ہوگا اسلئے احیاء العلوم سے آفات زبان کی جمع کرتا ہوں حق تعالیٰ سبحانہ اس ناکارہ کو بھی عمل کی توفیق دے آمین +

مقدمہ در بیان فوائد خاموشی

امام غزالی رحمہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ کلام کی چار قسمیں ہیں ایک[1] وہ کہ جسمیں بالکل ضرر ہو اور کچھ منفعت نہو اور ایک[2] وہ کہ جسمیں نہ ضرر ہو اور نہ نفع اور ایک[3] وہ جسمیں کچھ ضرر ہو اور ۲
کچھ نفع اور ایک[4] وہ جسمیں نفع محض ہے ضرر کا شائبہ تک نہیں سو جس کلام میں بالکل ضرر اور کچھ نفع نہو اُس سے تو بچنا ہی چاہئے اور جس کلام میں نفع و ضرر مشترک ہوں ظاہر ہے کہ وہ بھی قابل احتراز ہے اور اُس سے بھی اسوجہ سے بچنا ضروری ہے کہ دفع ضرر جلب نفع سے مقدم ہے مثلاً ایک آدمی کو ایک جگہ روپیہ ملنے والا ہو اور کسیقدر بیعزتی بھی ہونیوالی ہو تو عاقل آدمی ہرگز اس امر کو پسند نہ کریگا کہ یہ خیال نفع (ملنے روپیہ کی) ضرر (بے عزتی) اُٹھا دے اور تیسری قسم سے بھی احتراز چاہئے اسواسطے کہ جس امر میں نہ نفع ہو نہ ضرر وہ از قبیل فضولیات ہے اور فضولیات اور لغویات سے احتراز کرنا چاہئے۔ امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی سے یہ ہے کہ جس میں کچھ فائدہ نہ ہووے چھوڑ دے (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم) اور ظاہر ہے کہ فضولیات میں پھنسکر ناحق تضییع اوقات کرنا ہے اور آخرت میں ہر کلمہ کا حساب دینا پڑے گا

اسلئے بھی ایسے لایعنی کلام کا ترک ضروری ہے۔ پس ایک قسم کلام کی رہگئی جس میں منفعت محضہ اور ضرر ذرہ بھر نہو اور جب تین حصہ کلام کے برے ٹھیرے صرف ایک ہی حصہ اچھا رہا تو خیال کرنا چاہئے کہ صورت نجات کی اسی میں ہے کہ آدمی اکثر خاموش رہے اور بے ضرورت ہرگز کلام نہ کرے عہ شرح السنہ میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ آدمی بعضا کلمہ برا بول اٹھتا ہے اور وہ نہیں جانتا مقدار اُس کلمہ کی یعنی کچھ اُسکی حقیقت نہیں جانتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ مجھے اس کلمہ کے سبب سے کتنا گناہ ہوگا اور حق تعالیٰ اُس کلمہ کے سبب سے اُسپر اپنا غضب قیامت عہ تک لکھ لیتے ہیں پس جبکہ زبان کے کلمات کا یہ حال ہے کہ بعضے کلمات سے کہ آدمی سہل وضع پر کہہ گذرتا ہے ہمیشہ کیلئے مغضوب الٰہی ہوجاتا ہے آدمی کو چاہئے کہ زبان کو محفوظ رکھے اور جب بڑے بڑے گناہ جنکے سبب سے آدمی جہنمی اور مستوجب عذاب ہوتا ہے جیسے کفر و غیبت چغلخوری کذب زبان سے سرزد ہوتے ہیں تو صورت نجات کی یہی ہے کہ آدمی زبان کو روکے رہے اور کلام کم کرے تو اچھا ہے شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں کہ ؎

خاموشی از کذب و غیبت واجب ست ... ابلہ است آنکو بہ گفتن راغب ست

؎ دل ز پُر گفتن بمیرد در بدن ... گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

صائب کا قول ہے ؎

بطبعم ہیچ مضمونی ز لب بستن نمی آید ... خموشی معنیٔ دارد کہ در گفتن نمی آید

شیخ سعدی رح فرماتے ہیں کہ ؎

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو ... چو بگذشت بر عارفِ جنگ جو

گر ایں مدعی دوست بشناختے ... بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

مشکوٰۃ میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے توحید اور نماز اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تہجد اور جہاد کا ذکر فرما کے ارشاد فرمایا کہ کہو تو بتادوں تمھیں ان سب کی جڑ اور اصل (حضرت) معاذ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ۔ حضور ؐ نے زبان اپنی پکڑ کے فرمایا کہ اسکو روکے رہو (صفحہ ۱۴)

عہ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ عہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ قیامت تک سے یہ مراد نہیں کہ قیامت کو وہ غضب ختم ہوجاویگا بلکہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے لیے لکھ لیا جاتا ہے ۱۲ منہ

ف اس حدیث سے بہت بڑا فائدہ خاموشی کا ثابت ہوا کہ زبان کے روکنے سے ایسا نور آدمی کے قلب میں آجاتا ہے کہ اُسکی وجہ سے جملہ عبادات اور ایمان کی باتیں سہل ہوجاتی ہیں۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تمام اعضا زبان کی تعظیم اور خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں خدا سے ڈرتے رہو ہمارے معاملہ میں ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہیگی ہم بھی سیدھے رہینگے اور جو تو ٹیڑھی ہوجاوے گی ہم بھی ٹیڑھے ہو جاوینگے۔

ف یہ حدیث بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ زبان کے روکے رہنے سے سب اعمال درست ہوجاتے ہیں اور زبان کے نہ روکنے سے سب خرابیاں لازم آتی ہیں (مشکوٰۃ صہ ۴۱۲)

بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا مرتبہ آدمی کا بسبب چپ رہنے کے بہتر ہے ساٹھ برس کی عبادت سے (بیشتر اوقات آدمی کے چپ رہنے میں ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ ثواب ہوتا ہے) اور بھی بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور ؐ نے ارشاد فرمایا ابوذر رضؓ سے کہ تم لازم پکڑو بہت چپ رہنے کو کہ بہت خاموش رہنا شیطان کو دفع کرتا ۴
ہے اور امر دین میں مددگار ہوتا ہے۔ اور بھی بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ دو خصلتیں پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں اور ترازوے اعمال میں بہت بھاری ہیں بہت چپ رہنا اور خوش خلقی قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جنکے قبضہ میں میری جان ہے خلائق نے ان دونوں کے مانند کوئی عمل نہیں کیا (مشکوٰۃ صہ ۴۱۵)

ف پیٹھ پر ہلکے ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان اعمال کے کرنے میں کچھ دشواری نہیں۔

امام احمد اور ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا من صمت[ع] نجا یعنی جو شخص چپ رہا بولنے سے نجات پاویگا عذاب قیامت سے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں اُس ذات کی قسم کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں زمین پر کوئی شے زمانہ دراز تک قید کرنے کی زبان سے زیادہ محتاج نہیں (اخرجہ ابن ابی الدنیا فی الصمت) اور عبداللہ بن طاؤس فرماتے ہیں کہ میری زبان درندہ ہے اگر چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ مجھے

ع قال العراقی رواہ الترمذی من حدیث عبداللہ بن عمرو ولیسند فیہ ضعف وقال غریب وھو عند الطبرانی باسناد جید ۱۲ منہ

کھا نہ لے - اور امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جسنے زبان کو نہیں روکا دین کو نہیں سمجھا اور آوزاعی کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیزرح کا ہمارے پاس خط آیا جو میرے اور مکحول کے سوا کسی کو محفوظ نہیں (اور اسمیں یہ لکھا تھا) جس نے موت کا ذکر زیادہ کیا وہ تھوڑی ہی دنیا سے راضی ہوگیا اور جس نے اپنے عمل میں سے کلام کو شمار کیا کم ہوگیا کلام اُسکا مگر جسقدر ضروری ہے کہ بلا اُسکے چارہ نہیں اور محمد بن واسع نے مالک بن دینار سے کہا اے ابایحیی زبان کا حفاظت کرنا لوگوں پر اشد ہے دینا اور درہم کی حفاظت سے - منقول ہے کہ ربیع بن خثیم (کوفہ کے رہنے والے بڑے ثقہ اور عابد ہیں) نے چالیس سال تک کوئی دنیا کی بات نہیں کی اور جب صبح ہوتی کاغذ دوات لیکر بیٹھ جاتے پس جو بات کرتے اُسکو لکھ لیتے پھر شام کو اپنے نفس سے محاسبہ کرتے - اللہ اکبر یہ لوگ تھے اصل دیندار

ان جملہ امور مذکورہ سے ثابت ہوا کہ بیہودہ گوئی نہ چاہئے بلکہ اکثر سکوت مناسب ہے اسلئے یہ مناسب ہے کہ جو بات کہنی ہو تھوڑی دیر پہلے تامل کرے کہ اس سے حق تعالی جو کہ سمیع بصیر ہیں ناخوش تو نہ ہونگے انشاء اللہ تعالی پھر کوئی بات گناہ کی منہ سے نہ نکلے گی۔

قال العارف الرومی ؎

این زبان چون سنگ و فم آہن وش است [1]	وانچہ بجہد از زبان چون آتش است
سنگ و آہن را مزن باہم گزاف	گہ ز روئے نقل گہ از روئے لاف

ایضاً ؎

ای زبان بس تو زیانی مر مرا [2]	چون توئی گویا چہ گویم مر ترا
ای زبان ہم آتش و ہم خرمنی	چند این آتش درین خرمن زنی
در نہان جان از تو افغان میکند	گرچہ ہرچہ گوئیش آن میکند
ای زبان ہم گنج بے پایان توئی	ای زبان ہم درد بے درمان توئی
ہم صفیر و خدعۂ مرغان توئی	ہم انیس وحشت ہجران توئی
ہم خفیر و رہبر یاران توئی	ہم بلبیس و ظلمت کفران توئی

[1] یہ زبان مثل سنگ کے اور دہن مثل آہن کے ہے اور زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اُسکی مثال آگ کی سی ہے سنگ و آہن کو بے سوچے سمجھے مت رگڑو (یعنی ضرر رساں باتیں مت کہو) خواہ بطور نقل کے خواہ بطور دعوے کے ۱۲ کلید مثنوی

[2] اے زبان تو میرے لئے بڑی زیان ہے اور میں تجھکو کیا کہوں جبکہ تو خود ہی بولنے والی ہے اے زبان تو آتش بھی ہے ۱۵ برس

اے بے امان تو نے میری کینہ وری میں کمان کو زہ کر رکھی ہے تو مجھکو کہاں تک امان دے گی ۱۲ کلید مثنوی

[illegible]

چند امانم میدہی اے بے اماں　　　اے تو زہ کردہ بکین من کماں

وله ایضاً

گفت گوئے ظاہر آمد چوں غبار　　　مدتے خاموش کن ہیں ہوشدار

اور امام بخاری نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جو کوئی ضامن ہو میرے لئے اُس چیز کا جو درمیان دونوں کلّوں اسکے ہے (یعنی زبان) کا اور اُس چیز کا جو درمیان دونوں پاؤں اُسکے ہے (یعنی عضو مخصوص) کا میں ضامن ہوں اُسکے لئے بہشت کا (یعنی جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے اُن گناہوں سے جو زبان سے متعلق ہیں علی ہذا القیاس عضو مخصوص کو جناب رسول اللہ ضامن ہیں اُسکے لئے بہشت کے مشکوٰۃ ص۱۲) اور ترمذی اور ابن ماجہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا کیا جانتے ہو کون چیز آدمیوں کو جنت میں زیادہ داخل کرے گی (دو چیزیں ہیں) خدا کا خوف اور حسن خلق اور جانتے ہو کون چیز آدمیوں کو دوزخ میں زیادہ داخل کرے گی دو جوف دہن اور عضو مخصوص (مشکوٰۃ ص۱۲) امام مالک حضرت عمر کے غلام اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (حضرت) عمرؓ ایک دن حضرت ابابکر الصدیقؓ پر داخل ہوئے ایسی حالت میں کہ حضرت صدیق اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمر نے عرض کیا ٹھیرئے خداوند تعالیٰ آپکے لئے مغفرت کرے (ایسا کیوں کرتے ہو) پس فرمایا صدیق اکبر نے اس زبان نے یقیناً مجھے ہلاکتوں میں ڈالا (مشکوٰۃ)

(غیبت کے بیان میں)

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ یعنی غیبت نہ کریں بعضے تم میں سے بعضوں کی کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی اس بات کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی مرے ہوئے کا سو گھن آئے تم کو اس سے

ف اس آیت سے بہت برائی غیبت کرنے والوں کی ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُسکو مردار خوار ٹھیرایا اور مُردار خواروں میں بھی بہت بُری قسم کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھا وے خداوند تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما دیں۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ غیبت زیادہ بڑی ہے زنا سے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کسطرح غیبت زیادہ بڑی ہے زنا سے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آدمی جو زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے خداوند تعالیٰ اُسے بخشدیتا ہے اور غیبت کرنے والا بخشا نہیں جاتا جبتک وہ نہ بخشے جسکی غیبت کی ہے (یعنی غیبت حق العبد ہے اور حقوق العباد کی توبہ سے معافی نہیں ہوتی جبتک کہ صاحب حق نہ بخشے مشکوۃ صفحہ ۴۱۵)

ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ شب معراج میں میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا کہ ناخون اُنکے تانبے کے تھے اور وہ اپنے موہنوں کو اپنے ناخنوں سے کھسوٹتے تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اُنھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کھاتے ہیں گوشت آدمیوں کا اور پڑتے ہیں اُنکی آبروؤں میں (یعنی غیبت کرتے ہیں تیسیر الوصول)

اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دو شخصوں نے نماز ظہر یا عصر کی پڑھی اور وہ دونوں روزہ دار تھے جب جناب رسول اللہ نماز پڑھ چکے آپنے فرمایا کہ تم وضو پھر کرو اور نماز پھر پڑھو اور یہ روزہ تو اپنا قائم رکھو مگر اسکے بدلہ ایک روزہ اور رکھیو اُن دونوں نے 7
عرض کیا کہ کیوں یا رسول اللہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمنے فلانے کی غیبت کی مشکوۃ

ف اس حدیث سے بھی غیبت کرنے والوں کی بہت بُرائی معلوم ہوئی کہ حضور نے غیبت کی وجہ سے وضو اور نماز اور روزہ کے اعادہ کا حکم فرمایا اور اسی سبب سے فقہا اس بات کے قائل ہیں کہ غیبت کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے اور روزہ بھی مکروہ ہو جاتا ہے اور اسی وضو مکروہ سے چونکہ ان دونوں نے نماز پڑھی تھی اسلئے آنحضرت نے اعادہ نماز کا حکم فرمایا اور اصل یہ ہے کہ طاعت سے پیشتر معصیت کرنا اُس طاعت کے کمال میں موجب نقص ہے جیسا کہ بعد معصیت کے طاعت کرنا موجب خفت معصیت ہے اور حضور نے جو اعادہ نماز اور روزہ کا جو حکم فرمایا تو یہ ان دو شخصوں کے لئے مخصوص تھا قومی عامہ سے نہیں یا حضور نے بوجہ کراہت اعادہ عادہ صوم اور نماز کا حکم فرمایا اسوجہ سے کہ اور حدیثیں جو مفطرات صوم اور نواقض وضو میں وارد ہیں اُن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیبت مفطر صوم اور ناقض وضو نہیں ہے۔ اور سفیان ثوری اس حدیث سے اس امر کے قائل ہیں کہ غیبت مفسد صوم ہے مگر اور ائمہ و علماء مفسد نہیں فرماتے

اور حضورؐ کے اعادہ کے ارشاد کو تغلیظ اور تشدید پر محمول فرماتے ہیں واللہ اعلم۔

حقیقت غیبت

امام غزالی فرماتے ہیں کہ غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کا عیب اُسکی پس پشت اور اُسکی عدم موجودگی میں بیان کرے خواہ وہ عیب اُسکے بدن میں ہو یا نسب میں یا خلق میں یا فعل میں یا قول میں یا دین میں یا دنیا میں۔ غرضیکہ اُس کپڑے میں بھی جسکو پہن رہا ہے اور اُس گھر میں بھی جسمیں رہتا ہے اور اُس جانور میں بھی جسپر سوار ہوتا ہے عیب نکالنا اور پس پشت ایسا عیب بیان کرنا کہ اگر اسکے سامنے بیان کیا جاوے تو اُسے ناگوار گذرے غیبت ہے۔

(۱) بدن میں عیب نکالنے اور عیب بیان کرنے کی یہ صورتیں ہیں کہ کانا ہونا بھینگا ہونا گنجا ہونا ٹھنگنا ہونا کشیدہ قامت ہونا بدصورت ہونا وغیرہ وغیرہ بیان کرے تو ظاہر ہے کہ کسی کے یہ عیوب اگر اُسکے مُنہ کے سامنے بیان کئے جاویں تو اُسے ناگوار گذرتے ہیں اسی وجہ سے اگر ان عیوب کو پس پشت بھی بیان کیا جاویگا تو غیبت میں داخل ہوں گے۔

(۲) نسب میں عیوب اور نقائص بیان کرنا حرامی ہے جولاہا ہے تیلی ہے نیلگر ہے لوہار ہے وغیرہ اور جن امور میں نسباً فخر کیا جاتا ہے وہ امور بیان کرنا غیبت نہیں۔

(۳) خلق میں عیوب بُری عادت ہے تیز مزاج ہے متکبر ہے بخیل ہے۔ بزدلا ہے وغیرہ

(۴) عیوب متعلق افعال دینی۔ چور ہے زناکار ہے جھوٹا ہے ظالم ہے شرابی ہے خائن ہے بے نمازی ہے نجس رہتا ہے وغیرہ۔

(۵) عیوب متعلق افعال دنیاوی۔ بے ادب ہے مسخرہ ہے خوراک بہت ہے۔ سوتا بہت ہے۔

(۶) عیوب متعلق ثوب۔ کرتہ بہت لانبا ہے پائجامہ ٹخنوں پر ڈالے رکھتا ہے وغیر ذلک غرض جملہ عیوب خواہ وہ کسی امر کے متعلق ہوں جب کسی کے پس پشت بیان کئے جاویں کہ اگر اُسکو خبر پہونچے تو اُسکو بُری لگے یہ سب غیبت میں داخل ہے۔ بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ وہ امور جو شرعاً منہی عنہ ہیں اُن عیوب کا پس پشت ذکر کرنا جائز جیسے زانی تارک صلوٰۃ

وغیرہ وغیرہ مگر امام غزالی نے اس قول کو رد کیا ہے اور ان امور کے تذکرہ کو بھی غیبت میں داخل فرمایا ہے اور ان امور کا تذکرہ بھی غیبت میں داخل ہونا اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ علماء امت کا اجماع اور نیز حدیث میں جناب رسول اللہ صلعم نے حقیقت غیبت کی بیان فرمائی ہے اسمیں یہ امور بھی داخل ہیں صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا صحابہ سے جانتے ہو کہ غیبت کسے کہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ خدا و رسول اسکا خوب جانتا ہے آپنے فرمایا کہ غیبت اسے کہتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کے پیچھے ایسی بات بیان کرے جو اسکے سامنے ذکر کرے تو وہ برا مانے کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر وہ بات اسمیں ہو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ بات اسمیں ہو تبھی تو غیبت ہے اور نہ ہو تو بہتان ہے (مشکوۃ)

ف اکثر آدمیوں کو گمان یہ ہوتا ہے کہ غیبت اسی کو کہتے ہیں کہ پیچھے مسلمان کے کچھ برائی اسکی جھوٹی کرے سو یہ بات غلط ہے جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہوا حقیقت غیبت کی اتنی ہی ہے کہ پیچھے مسلمان کے ایسا وصف بیان کرے کہ جو اسکے سامنے بیان کرے تو وہ برا مانے مثلاً اگر ایک شخص حقیقت میں کانا ہو اگر کوئی شخص سامنے کانا کہیگا تو وہ برا مانے گا پس جو آدمی پیچھے اسے کانا کہیگا غیبت ہو جاویگی جھوٹ ہونا اس وصف کا شرط نہیں ہے اگر جھوٹی بات کہیگا تو علاوہ اس بات کے کہ ایک مسلمان کے پیچھے اسکے برائی کی گناہ بہتان اور افترا کا بھی ہوگا۔

مسائل متعلقہ بغیبت

مسئلہ ۱ اگر کوئی شخص کسی کی غیبت میں کہے کہ فلانے کا گھوڑا ایسا ہے جیسا گدھا یا مکان ایسا ہے جیسا پاخانہ یا بیٹا اسکا بہت چپلا ہے اور ہے یا باپ اسکا بہت بدخو ہے تو اسمیں بھی غیبت ہو جاویگی اسواسطے کہ غیبت جسطرح ذاتی اوصاف سے اسیطرح لگاؤ کی چیزنکے اوصاف سے بھی ہوتی ہے جب کوئی ایسا وصف بیان کرے کہ اگر اسکے سامنے کہے وہ برا مانے۔

مسئلہ ۲ زید کے باپ یا بیٹے کی برائی کی اور وہ دونوں مسلمان ہیں اور لوگ ان کو اسوقت پہچان جاویں تو یہ غیبت زید کی بھی ہوئی اور اسکے باپ یا بیٹے کی بھی ہوئی۔

مسئلہ ۳ جسطرح غیبت زبان سے ہوتی ہے اشارہ سے بھی ہوتی ہے مثلاً اگر کسی کا نام لے کر

ایک آنکھ بند کرلی اس اشارہ کیلئے کہ وہ کانا ہے یا ہاتھوں سے اشارہ کرے اُسکے ٹھنگنے ہونے کا یا موٹے ہونے کا اس طرح کہ جو وہ مطلع ہو تو بُرا مانے یہ بھی غیبت ہو جائیگی ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے حضرت عائشہؓ سے کہ مینے جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک عورت کے ٹھنگنے ہونے کا ہاتھوں سے اشارہ کیا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قد اغتبتیھا (یعنی تم نے اُسکی غیبت کی)

مسئلہ۴ غیبت قلم سے بھی لکھنا جائز نہیں خط میں لکھے خواہ کتاب میں اسواسطے کہ القلم احد اللسانین یعنی قلم بھی ایک زبان ہے اور غیبت ہر اُس دلالت سے جس سے مقصود معلوم ہو ناجائز اور حرام ہے۔

مسئلہ۵ غیبت سننا بھی جائز نہیں سننے والا بھی شریک غیبت میں ہو جاتا ہے سننے والے کو چاہئے کہ غیبت کرنیوالے کو صاف منع کردے کہ منع کرنا موجب ثواب ہے اور نہ روکنا موجب عذاب امام احمد اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو دوسرے کی غیبت سے روکے اللہ تعالیٰ پر حق ہوگا کہ اسکو دوزخ سے آزاد کرے (تخریج عراقی) ابوداؤد نے روایت کی ہے 10
کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان دوسرے مسلمان کی مدد نہ کریگا ایسی جگہ جہاں اُس کی حرمت کا ہتک ہو اور آبرو میں نقصان آوے تو خدا تعالیٰ اُسکی مدد نہ کریگا ایسی جگہ جہاں اُسکی مدد ضروری ہو (یعنی آخرت میں) اور جو مسلمان دوسرے مسلمان کی مدد کرے ایسی جگہ جہاں اُسکی آبرو کا نقصان ہو اور ہتک حرمت ہو تو خداوند تعالیٰ اُسکی مدد کریگا وہاں جہاں اُس کی مدد ضرور ہے (مشکوٰۃ)

مسئلہ۶ نو صورتوں میں غیبت جائز ہے (۱) مظلوم کو ظالم کی غیبت دفع ظلم کے لیے جائز ہے مثلاً اگر حاکم یا اہلکار نے کسی پر ظلم کیا یا کچھ مال چھین لیا یا کچھ بے عزتی کی تو اُس شخص کو جائز ہے کہ اُسکی غیبت میں بادشاہ سے یا حاکم سے جاکر اُسکے ظلم کا حال بیان کرے اور انصاف چاہے (درمختار) (۲) اگر ایک شخص کسی کی بُری بات اور گناہ پر مطلع ہوا اور ایسے شخص سے اُسکی غیبت میں اُس بات کا ذکر کرے کہ اُسکے حکم یا سمجھانے سے وہ شخص اُس گناہ سے باز آئیگا تو ایسی غیبت بہ نیت مٹانے اُس گناہ کے جائز ہے (احیاء) اگر کسی لڑکے میں بُری عادت پڑ جاوے اور یہ علم ہے کہ باپ کی سرزنش سے اس حرکت سے باز آجائیگا تو اس عیب کا اُسکے باپ سے تذکرہ کرنا جائز ہے

ورنہ بایسے بھی تذکرہ نہ کرنا چاہئے تاکہ یہ تذکرہ موجب عداوت نہو (درمختار ص۲۵)

(۳) ایک شخص نماز روزہ کا پابند ہے مگر اسکی عادت لڑنے یا عداوت اور فتنہ پیدا کرنے کی ہے تو اس عادت کا ذکر کرنا جائز ہے تاکہ آدمی اُس سے بچے اور اسکے نماز و روزہ کی پابندی کی وجہ سے دھوکہ اور غلطی میں نہ واقع ہوں (درمختار)

(۴) مسئلہ دریافت کرنے کے لئے حقیقت حال ظاہر کرنے میں غیبت جائز ہے (احیاء) صحیحین میں ہے کہ ہندہ ابوسفیان کی جورو نے جناب رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ ابوسفیان آدمی بخیل ہے اتنا مجھے خرچ نہیں دیتا کہ مجھے اور میری اولاد کو کفایت کرے مگر جو میں اُسکے مال میں بغیر جانے اسکے کچھ لے لوں حضور نے فرمایا لے لو جسقدر تمھیں اور تمھاری اولاد کو موافق دستور کے (نہ فضول خرچی ہو اور نہ تنگی) کفایت کرے (مشکوٰۃ ص۲۹۰)

ف ہندہ نے ابوسفیان کو بخیل اور نہ دینے والا خرچ کا بقدر کفایت کے اُسکی غیبت میں کہا لیکن جناب رسول اللہ صلعم نے اُن کو منع نہ کیا اور نہ جھڑکا اسی وجہ سے کہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے اُسنے یہ بات کہی تھی۔

(۵) مشورہ بتانے میں بغرض خیرخواہی مشورہ پوچھنے والے کے غیبت جائز ہے (احیاء) صحیح مسلم میں ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم مجھے پیغام نکاح کا دیتے ہیں حضور نے فرمایا کہ ابوجہم تو لاٹھی کندھے سے نہیں اُتارتا ہے (یعنی عورتوں کو بہت مارتا ہے جیساکہ دوسری روایت میں ہے ضراب النساء) اور معاویہ مفلس بے مال ہے تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے (مشکوٰۃ ص۲۸۸)

ف ظاہر ہے کہ حضور نے مشورہ بتانے کی وجہ سے ابوجہم اور معاویہ کے حال بیان کئے۔

(۶) جب مقصود کسی کا حال اور بُرائی بیان کرنے سے غضب اور سب وشتم نہو بلکہ کسی دوسرے مسلمان کی خیرخواہی یا دفع ضرر ہو تو غیبت جائز ہے مثلاً ایک شخص نوکر رکھنا چاہتا ہو اور وہ نوکر بددیانت ہو تو آقا سے کہدینا کہ یہ شخص بددیانت ہے قابل نوکر رکھنے کے نہیں ہے جائز ہے یا مثلاً عمرو زید کی صحبت میں بیٹھتا اُٹھتا ہو اور زید شراب خوار یا زانی ہو تو عمرو کو زید کے شرابی اور زناکار ہونے سے مطلع کرنا تاکہ اُسکی صحبت چھوڑ دے جائز ہے (احیاء و درمختار) اور اسی طرح

اور صورتیں بھی قیاس کر لے کہ جہاں کہیں نیت خالص اور مقصود ایک مسلمان کا نفع ہو نہ نفسانیت
اور کینہ وری اور سب و شتم وغیرہ سبب نہ ہو تو ایسی صورتوں میں غیبت جائز ہے۔
(۷) اگر کوئی شخص کسی لقب سے مشہور ہو اور وہ لقب کسی عیب پر دلالت کرتا ہو جیسے اخفش
نحوی کہ اسی نام سے مشہور تھا اور اخفش کے معنی ہیں چندھا یا کسی شخص کا لقب لنگڑا یا اندھا ہو
اور وہ اس نام سے مشہور ہو تو ایسے نام کا لینا جائز ہے۔
(۸) فاسق معلن یعنی وہ شخص کہ گناہ برملا کرتا ہو مثلاً داڑھی منڈاتا ہو یا برملا شراب پیتا ہو یا زنا
کرتا ہو یا ناچ دیکھتا ہو تو اسکی غیبت بھی جائز ہے یعنی جن عیبوں کو وہ برملا کرتا ہے اگر پیچھے اسکے
کوئی ذکر کریگا تو گنہگار نہ ہوگا (احیاء)
صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کل امتی معافی الا المجاہرون
سب امت میری بچائی جاوے غیبت سے مگر برملا گناہ کرنے والے اور مشکوٰۃ اور دیگر میں سے
صاف یہ لفظ روایت کیے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا لا غیبۃ لفاسق یعنی فاسق
اور برملا گناہ کرنے والے کی غیبت نہیں (تیسیر الوصول)
(۹) اگر کوئی شخص بدعتی یا بدعقیدہ ہو (خلاف عقائد اہل سنت یعنی صحابہ) تو اسکے ان عقائد کا دوسروں
کے روبرو نقل کرنا اور بیان کرنا گناہ نہیں (درمختار)
مسئلہ اگر ایک حال ایک شخص کا دو طرح بیان ہو سکتا ہو ایک ایسی طرح جس سے برا مانے اور دوسرا
ایسی طرح کہ برا نہ مانے تو پہلی طرح میں غیبت ہوگی دوسری میں نہ ہوگی مثلاً کانے آدمی کو پیچھے کانا کہو
تو غیبت ہوگی اور اگر پتا بتانے کے لیے اس طرح کہے کہ وہ صاحب جنکی ایک آنکھ ہے تو غیبت
نہ ہوگی یا کسی کو لمبا بے ڈول کہے تو غیبت ہوگی اور جو کشیدہ قامت کہے تو غیبت نہ ہوگی۔
مسئلہ اگر ایک شخص کا ذکر نہ ہو ایک جماعت کا ذکر ہو بے تعیین اشخاص مثلاً یوں کہے کہ فلاں
شہر کے آدمی بڑے فریبی اور مکار ہوتے ہیں یا فلاں گاؤں کے آدمی بیوقوف ہوتے ہیں تو
غیبت نہ ہوگی (درمختار)
مسئلہ اگر شخص معین کی غیبت کرے اور نام نہ لے تو غیبت نہ ہوگی مگر جو اس طرح ذکر کرے
جس سے وہ شخص معلوم ہو جائے مثلاً کہے کہ قاضی شہر یا کوتوال شہر ایسا ہے یا اس طرح ذکر کرے

لیکن حاضرین میں سے کوئی جانتا ہو کہ فلانے کا ذکر ہے تو غیبت ہو جاوے گی۔
مسئلہ: غیبت کے گناہ کے معاف ہونے کی صورت تو یہی ہے کہ جسکی غیبت کی ہو اس سے
قصور اپنا معاف کرا دے اور ایک حدیث ضعیف میں بروایت بیہقی حضرت انس بن مالک
سے یوں بھی روایت ہے کہ کفارہ غیبت کا یہ ہے کہ جسکی غیبت کی ہے اسکے لئے استغفار کرے اور
یوں کہے اللھم اغفر لنا وله یا اللہ بخشدے ہمیں اور اسے (یعنی جس کی غیبت کی ہے) اور
حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ جسکی غیبت کی ہے عوض غیبت کے اسکی تعریف کرے اور اسکے
لئے دعائے خیر کرے (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۴)

جھوٹ کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون جھوٹ بات وہی لوگ بناتے
۱۳ ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔ امام احمد اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ ہر خصلت مسلمان آدمی کی عادت ہو سکتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے (یعنی
ایمان اور خیانت اور جھوٹ میں نہایت ضد ہے ایمان کے ساتھ جھوٹ اور خیانت جمع نہیں
ہو سکتی) مشکوٰۃ
صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ لازم پکڑو تم سچ کو یقینا سچ ہدایت کرتا
ہے طرف نیکوکاری کے اور نیکوکاری پہونچاتی ہے جنت کو اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور دھیان
رکھتا ہے سچ کا یہانتک کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور بچتے رہو تم جھوٹ سے
یقینا جھوٹ پہونچاتا ہے طرف بدکاری کے اور بدکاری پہونچاتی ہے طرف دوزخ کے اور
آدمی جھوٹ بولتا ہے اور قصد کرتا ہے جھوٹ کا یہانتک کہ لکھ لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بڑا جھوٹا (مشکوٰۃ)
صحیح ترمذی میں ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ
اس سے کوس بھر دور ہو جاتا ہے بسبب بدبو جھوٹ کے جو اسکے منہ سے نکلتی ہے (مشکوٰۃ)
اور صحیح بخاری میں ہے ایک حدیث طویل ہے جس میں آپ نے بیان فرمایا ہے جو [illegible]

کالیجانا آپکو خواب میں اور چند عجائبات کا دکھلانا کہ حضورؐ نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور ایک شخص کھڑا ہے اور اُسکے ہاتھ میں ایک لوہے کا آنکڑا ہے اُس آنکڑے کو اُس بیٹھے کے منہ میں ڈالکے ایک طرف کا کلہ اُسکا چیرتا ہے پشت تک پھر اُس آنکڑے کو نکال کے دوسرے کلے میں ڈالکر اُسکو بھی پشت تک چیرتا ہے اور اتنی دیر میں پہلا کلہ اُسکا بھرجاتا ہے اور درست ہوجاتا ہے پھر وہ آنکڑا نکال کے اُس کلہ میں ڈالتا ہے اور پھر اُسی طرح کرتا ہے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل نے بوقت شرح جملہ عجائبات کے بیان کیا کہ یہ کذاب ہے کہ جھوٹ بات کہتا ہے اور اُسکی جھوٹی بات عالم میں مشہور ہوجاتی ہے تو اُسکو قیامت تک ایسا ہی عذاب ہوگا (مشکوٰۃ ص)

امام مالک سے روایت ہے کہ حضور سے عرض کیا گیا کہ مسلمان کیا بزدلا ہوتا ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں عرض کیا گیا کیا بخیل ہوتا ہے ارشاد فرمایا ہاں عرض کیا گیا کیا مسلمان کذاب ہوتا ہے ارشاد فرمایا نہیں (مشکوٰۃ)

جھوٹ بولنا بعض صورتوں میں مباح (جائز) اور بعض صورتوں میں واجب ہے اور اسکا ایک ضابطہ درمختار مطبوعہ مطبع مجتبائی کے حاشیہ پر لکھا ہے یہ ہے کہ جس مقصود محمود تک وصول صدق اور کذب دونوں سے ہوسکے وہاں پر تو سچ بولنا واجب ہے اور جھوٹ حرام ہے اور جس مقصود محمود تک وصول صرف کذب سے ہوسکے وہاں جھوٹ بولنا مباح ہے اگر اُس مقصود کی تحصیل مباح ہو اور اگر اُس مقصود کی تحصیل واجب ہے تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہے مثلاً کوئی معصوم ظالم سے چھپ گیا اور وہ ظالم اسکے قتل اور ایذا کا ارادہ کرتا ہے اور اسکو معلوم ہی کہ فلاں جگہ چھپا ہے تو اس صورت میں جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اور درمختار میں ہی اور نیز علامہ طحاوی کی بھی یہی رائے ہے کہ جن صورتوں میں جھوٹ بولنا مباح ہے اُس سے یہ مقصود نہیں کہ صریح جھوٹ بولے بلکہ اشارۃً اور کنایۃً ایسی بات کہدے کہ جو جھوٹ اور سچ دونوں کو موہم ہو اور مراد متکلم سچ کی ہو۔ مثلاً کسی شخص سے کھانے کیلئے کہا جاوے اور وہ کھانا حرام ہے تو یہ کہدے کہ میں کھاچکا اور مراد یہ لے کہ کل کھاچکا اور حالانکہ ابھی تک نہ کھایا ہو تو ایسی طرح جھوٹ بولنا چاہیے۔

اب ہم سہولت کے لئے چند صورتیں تمثیل کے طور پر لکھتے ہیں جن میں جھوٹ کا بولنا جائز ہے
(۱) کسی مسلمان کی جان یا مال یا آبرو بچانے کیلئے مثلاً ایک ظالم ایک مسلمان کے قتل کا یا بے عزت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ مسلمان کسی کے گھر میں چھپ رہے اور ظالم اُس سے پوچھے تو اس شخص کو یہ کہنا چاہئے کہ میرے گھر میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح کسی مسلمان کا مال اس شخص کے پاس ہو اور کوئی ظالم اُس مال کو غصب کیا چاہتا ہو تو یہ شخص کہدے کہ وہ مال میرے پاس نہیں ہے بلکہ ایسی صورتوں میں جھوٹ بولنا واجب ہے اور سچ بولنا ناجائز ہے اور اپنی جان اور مال اور آبرو کے بچانیکے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے مثلاً ایک ظالم سے خوف ہو اسبات کا کہ اگر وہ جان لیگا کہ اسکی اور زید سے دوستی ہے تو اسے قتل کریگا اور اس سے پوچھے (اور حقیقت میں زید سے اور اس سے دوستی ہو) تو اسے انکار کر دینا چاہئے اور کہدینا چاہئے کہ مجھسے دوستی نہیں اسیطرح یہ جانے کہ اگر ظالم میرے مال پر مطلع ہوگیا تو چھین لیگا تو اپنے مال کو نہ بتلاوے اور کہدے کہ میرے پاس نہیں
(۲) اپنے گناہ کے چھپانیکے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز بلکہ واجب ہے اور اظہار گناہ کا جائز نہیں مثلاً کسی شخص سے زنا واقع ہوا اور کوئی شخص اُس سے دریافت کرے تو یہ کہدے کہ میں نے نہیں کیا ورنہ اظہار گناہ کا دوسرا گناہ ہوگا حاکم نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا بچتے رہو ان ناپاک کاموں سے جن سے حق تعالیٰ نے منع کیا ہے پھر جو کسی سے کوئی کام ایسا ہو جاوے تو چھپاوے اُسے خدا کے پردہ سے (عراقی)
(۳) دو مسلمانوں میں صلح کرانیکے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے مثلاً ایک کے سامنے جاکے دوسرے کا حال بیان کرے کہ وہ تمھاری تعریف کرتے تھے اور اپنے قصور کا اقرار کرتے تھے اور اسی طرح کی باتیں کہے جسمیں وہ شخص راضی ہو جاوے اور دوسرے کے سامنے جاکے بھی ایسی ہی تقریریں کرے حالانکہ دونوں نے ایسی باتیں نہ کی ہوں بلکہ ہر ایک نے دوسرے کو بُرا کہا ہو تو ایسا جھوٹ بھی جائز بلکہ موجب اجر ہے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز سے ایسی ہی صورتیں مراد ہیں۔ صحیحین میں ہے جناب رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا وہ شخص جھوٹا نہیں جو درمیان آدمیوں کے صلح کرے اور کہے بھلی بات اور نسبت کرے بھلی بات (مشکوٰۃ)
(۴) لڑائی میں دشمن کے داؤ دینے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے صحیحین میں ہے جناب رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب ہے **ف** اس سے اسی قسم کا جھوٹ مراد ہے جس سے دشمن کو داؤ دیجے اُس پر غالب آجاوے اور عہد شکنی ناجائز ہے (۵) شوہر کو واسطے رضامند کرنے زوجہ کے اور زوجہ کو واسطے

[illegible] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible] جھوٹ بولنا جائز ہے مثلاً [illegible]

[illegible]

جھوٹ کی بات [illegible] مخاطب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ضرورت کی [illegible]

کشف الہام کوئی بات جھوٹی ظاہر کرے یا حدیث جھوٹی بنائے صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ [illegible] نے فرمایا

کہ جو کوئی جھوٹ بولے مجھ پر قصداً یعنی [illegible] پس چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ

میں سمجھے (مشکوۃ باب العلم) اور جھوٹے [illegible] صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول

اللہ صلعم نے فرمایا کہ بڑے جھوٹوں میں سے [illegible] ایسی بات کا

جو نہیں دیکھی (مشکوۃ [illegible]) اور بھی صحیح بخاری میں ہے [illegible] اسکو قیامت

کے دن تکلیف دیجیے اس بات کی کہ جو میں گرہ لگا دے (یعنی اسے عذاب کے لئے کہا جاویگا کہ جو میں

گرہ لگا دے اور جو میں گرہ لگانا ناممکن ہے اسلئے اسپر عذاب دیا جائیگا) (مرقاۃ) جھوٹا دعوے

پیش کرنا بھی بڑا گناہ ہے صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو کوئی دعوی کرے

ایسی چیز کا کہ اسکی نہیں وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا مقام دوزخ میں ٹھیرا لے (مشکوۃ)

جھوٹ ظاہر کرنا نسب کا بھی بڑا گناہ ہے مثلاً شیخ سے سید بنجانا یا جولاہے سے شیخ بن جانا

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کے اپنے باپ کے سوا دوسرے

کو اپنا باپ کرے اسپر جنت حرام ہے (مشارق)

جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی کا بیان

صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا بہت بڑے گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور قتل ناحق اور جھوٹی قسم **ف** حدیث میں اس مقام پر لفظ یمین غموس وارد ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ ایک بات نہ ہوئی ہو اور قسم کھا کر بیان کرے کہ ہوئی ہے غموس کے معنی ہیں غوطہ دینے والا۔ جھوٹی قسم آدمی کو گناہ میں غوطہ دیتی ہے اور جہنم میں غوطہ دیگی اس سبب سے اُس کا لقب یمین غموس ہے (مشکوٰۃ)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے حق تعالیٰ نہ کلام کریگا اور نہ نظر رحمت سے دیکھیگا ایک وہ جو اپنے دیے ہوئے پر احسان رکھے دوسرا وہ جو اپنے مال کو جھوٹی قسم سے رواج دے تیسرا پائجامہ کا لٹکانے والا (یعنی ٹخنوں سے نیچے) مشارق

اور صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جھوٹی قسم مال کو بکوا دیتی ہے مگر کسب کی برکت کو کھو دیتی ہے (مشارق)

ف اکثر دوکانداروں کی عادت ہوتی ہے کہ سودا فروخت کرنیکے وقت جھوٹی قسم کھایا کرتے ہیں ان دونوں حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

اور حدیث صحیح میں آیا ہے الیمین الفاجرۃ تدع الدیار بلاقع یعنی جھوٹی قسم گھروں کو ویران کردیتی ہے (بسبب شامت اور وبال جھوٹی قسم کے گھر کے گھر ویران ہوجاتے ہیں) چہل حدیث شاہ ولی اللہ صاحبؒ

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھا کے کسی مسلمان کا ناحق مال لے لیوے تو قیامت کے دن حق تعالیٰ کے سامنے جب وہ جائیگا خدا تعالیٰ اُس پر غضبناک ہوگا اور حضورؐ نے اپنے کلام کی تصدیق کیلئے یہ آیت پڑھی ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمناً قلیلاً اولئک لاخلاق لھم فی الاٰخرۃ ولا یکلمھم اللہ ولا ینظر الیھم یوم القیٰمۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم (تیسیر الوصول) یعنی یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر (یعنی نفع دنیوی) لے لیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور (بمقابلہ) اپنی

قسموں کے (مثلاً حقوق العباد و معاملات کے باب میں قسم کھالینا) ان لوگوں کو کچھ حصہ آخرت میں نہ ملیگا اور نہ خدا تعالیٰ ان سے (لطف عہ کا) کلام فرماوینگے اور نہ انکی طرف (نظر محبت سے) دیکھینگے قیامت کے روز اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرینگے اور انکے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

مسلم اور مالک اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جو شخص چھین لے حق کسی مسلمان کا جھوٹی قسم کھا کر حق تعالیٰ نے حرام کی اسکے لئے جنت اور واجب کی اسکے لئے دوزخ صحابہ نے عرض کیا اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو حضور نے فرمایا اگرچہ ٹہنی پیلو کی (تیسیر الوصول)

حنفیہ کے نزدیک یمین غموس (گذری ہوئی بات پر جھوٹی قسم کھانا) کا کفارہ نہیں ہے اور جو کسی آئندہ بات پر قسم کھاوے مثلاً قسم کھاکے یوں کہے کہ آج کھانا نہ کھاؤنگا یا فلانے سے بات نہ کرونگا تو اسے یمین منعقدہ کہتے ہیں اور جو خلاف اسکے کرے تو کفارہ لازم آتا ہے دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھلائے یا بقدر صدقہ فطر کو دیدے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے جس سے اکثر بدن انکا ڈھک جائے مثلاً ایک ایک کرتہ ایک ایک پائجامہ یا ایک ایک چادر ایک ایک تہبند ہر ایک کو دیدے یا ایک غلام آزاد کرے اور جو یہ نہ ہوسکے تو تین روزے رکھے کفارہ ادا کرنے سے یمین منعقدہ کا گناہ اتر جاتا ہے اور یمین غموس کا زیادہ گناہ ہے کفارہ سے اسکے اترنے کے قابل نہیں اسپر عذاب آخرت کی وعید ہے۔

مسئلہ اگر کسی نیکی بات چھوڑنیکے لئے قسم کھاوے مثلاً کہ ماں باپ سے باتیں نہ کروں گا یا علم نہ پڑھونگا اسکو چاہئے کہ قسم توڑ ڈالے اور کفارہ دیوے یہ مضمون حدیث صحیح میں مذکور ہے۔

مسئلہ سوائے خدا کے اور کسی کی قسم کھانا جائز نہیں۔

ابو داؤد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم مت کھاؤ اپنے باپوں کی اور نہ ماؤں کی اور نہ انکی جن کو خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں اور نہ قسم کھاؤ خدا کی مگر سچی (مشکوٰۃ)

اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من حلف بغیر اللہ فقد اشرک یعنی جو کوئی قسم غیر خدا کی کھاوے اسنے بیشک شرک کیا (یعنی مشرکوں کا سا کام کیا) جبکہ

عہ لطف و محبت قید بجاآن مطلق الکلام انتفاؤہ غیر واقع و مطلق النظر انتفاؤہ غیر ممکن ۱۲ ترجمہ و حاشیہ تفسیر بیان القرآن

خدا کا نام لینا چاہیے تھا غیر خدا کا نام لیا) مشکوٰۃ

ف اور جھوٹی گواہی دینا بہت بری بات ہے ابوداؤد اور امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کی گئی ہے اور تین بار یہ بات فرمائی پھر یہ آیت پڑھی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ پس بچو ناپاکی بتوں سے اور بچو تم کہنے جھوٹ سے خدا کیلئے خالص ہو کر نہ شرک کرنے والے اسکے ساتھ (مشکوٰۃ)

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی اور خون ناحق اور جھوٹی گواہی دینا۔

وعدہ خلافی اور عہدشکنی کا بیان

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا نشانی منافق کی تین ہیں جب بات کہے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب امانت رکھی جاوے خیانت کرے (مشکوٰۃ)

اور بھی صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا چار باتیں جسمیں ہوں وہ پورا منافق ہے اور جسمیں ایک بات انمیں سے ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے جبتک کہ چھوڑ دے جب امانت رکھی جاوے اسکے پاس خیانت کرے اور جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے وفا نہ کرے اور جب جھگڑا کرے فجور کرے (بدزبانی کرے)

ف شاہ ولی اللہ صاحب رح نے لکھا ہے کہ منافق کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ دل میں کافر ہو اور ظاہر میں مسلمان قرآن مجید میں جو آیا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اس سے مراد اسی قسم کے منافق ہیں دوسرے یہ کہ ایمان ضعیف ہو بسبب ضعف ایمان کے ضا [illegible] کی ہی اس سے حرکات سرزد ہوں اور ایسا ایمان اسکا قوی نہ ہو کہ گناہوں سے رکے اس حدیث میں منافق کے یہی معنی ہیں اور پہلے معنی حضرت حذیفہ رض کے قول میں مراد ہیں کہ نفاق حضور ہی کے زمانہ میں تھا اب یا کفر ہے یا ایمان جیسا کہ مشکوٰۃ شریف کے باب الکبائر کی آخر فصل ثالث میں ہے واللہ اعلم۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا دین نہیں ہے اس شخص کا جسکا عہد نہیں ہے (یعنی جو شخص عہد کی محافظت نہ کرے اسکا ایمان نہیں۔ (مشکوٰۃ)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا عہد شکن کیلئے ایک جھنڈا ہو گا نزدیک اسکی مقعد کے اور جتنی بڑی عہد شکنی اتنا ہی بڑا وہ جھنڈا بلند کیا جاوے گا۔ اور سب سے بڑی عہد شکنی بادشاہ کی ہے (تیسیر الوصول) اور عارف رومی فرماتے ہیں ؎

وعدہ ہا باشد حقیقی دلپذیر ۔۔۔ وعدہ ہا باشد مجازی تاسہ گیر
وعدۂ اہل کرم گنج رواں ۔۔۔ وعدۂ نا اہل شد رنج رواں
وعدہ ہا باید وفا کردن تمام ۔۔۔ ورنہ خواہی کرد باشی سرد و خام
وعدہ کردن را وفا باشد بجاں ۔۔۔ تا بہ بینی در قیامت فیض آں

مسئلہ[۱] اگر وعدہ کرتے وقت اس بات کا ارادہ ہو کہ میں وفا کرونگا پھر کچھ عذر ہو جاوے کہ وعدہ وفا نہو سکے تو گنہگار نہیں ہوتا اسی مضمون کی ایک حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور جو وعدہ کے وقت بھی یہ ارادہ ہو کہ میں وفا نہ کروں گا تو یہ علامات نفاق سے ہے اور گناہ کبیرہ ہے

مسئلہ برے کام کے لئے اگر وعدہ کرے مثلاً ناچ کی محفل میں جانے کا یا رشوت دینے کا تو وفا کرنا اسکا جائز نہیں۔

نمیمہ اور افشائے راز کا بیان

نمیمہ اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کی بات دوسرے کے روبرو ایسی بیان کرے جسمیں فساد ہو مثلاً کسی شخص نے کسی کو اپنے گھر بُرا کہا ہو اُس سے جا کے کہدے کہ فلانے نے تجھے بُرا کہا ہے اسے ہندی میں چغلی کہتے ہیں۔

صحیحین میں ہے کہ بہشت میں نجاوے گا چغلخور۔ اور ابوداؤد میں ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا جب آدمی ایک بات کہے اور منہ پھیرے (یعنی وہاں سے علیحدہ ہو جاوے) پس وہ بات

؎ سچے وعدے دل کو لگتے ہیں اور ناراست وعدے طبیعت میں تردید کرتے ہیں اصل کرم کا وعدہ خزانہ رائج (یعنی خالص) ہے نا اہل کا وعدہ جان کو مصیبت ہو جاتا ہے وعدہ کو پورے طور سے وفا کرنا چاہئے اور اگر ایسا نہ کروگے تو تم سرد و خام شمار کئے جاؤگے وعدہ کا جان و دل سے وفا کرنا لائق ہے تاکہ قیامت میں اسکا نفع دیکھو ۱۲ منہ کلید مثنوی

امانت ہے پس جو شخص بھید کسی کا ظاہر کرے اُسنے گویا امانت میں خیانت کی (مشکوۃ) اور حدیث صحیح اوپر منقول ہو چکی کہ امانت میں خیانت کرنا منافق کا کام ہے۔ اور بھی حدیث شریف میں بروایت بیہقی آیا ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ یعنی ایمان نہیں اُس شخص کا جسمیں امانت نہیں (مشکوۃ) وقال العارف الرومی ؎

تا توانی پیش کس مکشائے راز | بر کسے ایں در مکن زنہار باز
چونکہ اسرارت نہاں در دل بود | آں مرادت زود تر حاصل بود
گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت | زود گردد با مراد خویش جفت
دانہ چوں اندر زمیں پنہاں شود | سرِّ او سر سبزی بستاں شود
زر و نقرہ گر نبودندے نہاں | پرورش کے یافتندے زیر کاں

مسئلہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے ناحق قتل یا بے آبرو کرنے کا یا اور کچھ ظلم کا تذکرہ کرے اور اُس مسلمان سے بقصد محفوظی اُسکے یہ بات ذکر کردی جائے تو یہ بات جائز ہے۔

دورویہ ہونے کا بیان

دورویہ ہونا اسے کہتے ہیں کہ دو مخالفوں کے سامنے ہر ایک سے اُسی کی سی بات کہے۔

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پاؤگے تم بُرا سب آدمیوں میں قیامت کے دن دورویہ کو جو ان لوگوں سے ان کی سی بات کہے اور اُن لوگوں سے اُنکی سی بات کہے۔

اور دارمی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو دنیا میں دورویہ ہو قیامت میں اُسکی دو زبانیں ہونگی آگ کی

مسئلہ جو آدمی دو مسلمانوں میں صلح کرانیکے لیے ہر ایک کے سامنے اُسکی سی بات کہے جیسا مسائل کذب میں ہم بیان کر چکے اُسکو دورویہ ہونے کا گناہ نہ ہوگا۔

ع جہانتک ہو سکے کسی کے روبرو راز مت کھولو اور کسی پر یہ دروازہ راز کا کشادہ مت کرو جب تمہارا مافی الضمیر دل ہی میں رہیگا تو وہ مراد جلدی حاصل ہوگی چنانچہ پیغمبر صلعم کا ارشاد ہے کہ جسنے اپنے دل کی بات پوشیدہ رکھی وہ اپنی مراد کو جلدی پہنچتا ہے (دیکھو) دانہ جیسا زمین میں پوشیدہ ہوجاتا ہے تو اسکا پوشیدہ ہونا سرسبزی باغ کا سبب ہوجاتا ہے زر و نقرہ اگر زمین کے اندر نہوتے تو معدن کے اندر کب نشو و نما پاتے ۱۲ از کلید مثنوی

شعر کے بیان میں

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک یہ بات کہ بھر جاوے پیٹ کسی کا تم میں سے پیپ سے کہ اسکو تباہ کردے بہتر ہے اسبات سے کہ بھرے شعر سے (مشکوۃ)

اور بھی صحیح مسلم میں ہے کہ ابو سعید خدری رضؓ نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلعم کے ہمراہ عرج میں چلے جاتے تھے کہ ایک بارگی ایک شاعر پیش آیا کہ اشعار پڑہتا تھا (یعنی اُس راہ میں مدہوشانہ اشعار پڑہتا ہوا چلا جاتا تھا) حضور صلعم نے فرمایا کہ پکڑو شیطان کو ف شعر میں اسدرجہ مشغولی کہ بیشتر اوقات اسی میں صرف ہوں اور خدا کا ذکر اور امور دینی کا خیال نہ رہے مذموم ہے اسی طرح کے شاعر کو حضور صلعم نے شیطان فرمایا۔

مسئلہ شعر ایک کلام موزون کا نام ہے اگر مضمون اچھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر مضمون بُرا ہو تو قابل احتراز ہے۔ چنانچہ دارقطنی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا شعر کلام ہے اچھا اُسمیں سے اچھا ہے اور برا اُسمیں سے برا ہے (مشکوۃ) یعنی جو باتیں نثر میں اچھی ہیں نظم میں بھی اچھی ہیں اور جو نثر میں بُری ہیں نظم میں بھی بُری ہیں۔

مسئلہ مبالغہ اور استعارہ اور تشبیہ مثلاً یہ کہنا کہ معشوق کا مُنہ مثل چودھویں رات کے چاند کے ہے اور ممدوح کا گھوڑا افلاک الافلاک سے زیادہ سیر کرتا ہے یا گھوڑا تیز روی میں دریا ہے۔ جائز ہے نظم میں بھی اور نثر میں بھی اور اس سے جھوٹ کا گناہ لازم نہیں آتا حقیقت جھوٹ کی یہ ہے کہ سننے والے کو اُس سے ایک غلط امر معلوم ہو اور ایسے کلام کو ہر شخص جانتا ہے کہ حقیقی معنی مراد نہیں ہیں صرف تعریف منظور ہے اور اس طرح کی عبارتیں حدیث میں بھی آئی ہیں جناب رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے (مشکوۃ)

سجع اور تکلف کا بیان

سجع کہتے ہیں تک بندی کو یعنی قافیہ دار عبارت بولنا اور تکلف سے مراد ہے بناوٹ سے باتیں کرنا صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ھلک المتنطعون تین بار حضور نے یہ کلام

ف ایک جگہ کا نام ہے [illegible] سے [illegible] میں [illegible]

فرمایا (یعنی ہلاک ہوئے وہ لوگ جو بناوٹ سے باتیں کرتے ہیں شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ نطع کے معنی ہیں تالو سے بات کہنا اور مراد یہ ہے کہ زبان اور تالو سے بنا بنا کے باتیں کرنا اور عبارت آرائی بطریق ریا کے کرنا (مشکوۃ) ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا یقیناً تم میں نزدیک میرے اور نزدیک تر بہت قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جنکے اخلاق بہت اچھے ہیں اور بیشک دشمن تر تم میں نزدیک میرے اور دور تر مجھ سے وہ لوگ ہیں جو بد اخلاق ہیں اور بہت باتیں کرنے والے اور تالو اور زبان سے بنا بنا کے فصاحت ظاہر کرنے والے اور لانبی لانبی باتیں کرنے والے براہ تکبر (مشکوۃ)

ترمذی اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے مبالغہ کرنے والے کو آدمیوں میں سے وہ جو زبان کو لپیٹتا ہے بات کہنے میں جیسے گائے لپیٹتی ہے زبان کو گھاس کھانے میں (یعنی بنا بنا کے چبا چبا کے باتیں کرتا ہے) مشکوۃ

امام مالک اور نسائی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے ایک مقدمہ قتل میں کہ بسبب مارنے ایک شخص کے بچہ مر کے پیٹ سے اسقاط ہوا تھا خون بہا کا حکم دیا مدعا علیہ نے کہا کیف اغرم من لا شرب ولا اکل - ولا نطق ولا استھل - ومثل ذلک یطل یہ عبارت قافیہ دار وہ شخص بولا (یعنی کیسے تاوان دوں میں اسکا جسنے نہ کھایا نہ پیا اور نہ بولا نہ چلایا ایسا خون تو باطل ہے) سو جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ شخص کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے اور اسکی اس تقریر کو ناپسند فرمایا (مشکوۃ)

مسئلہ عبارت مسجع بولنا معاملات کی باتوں میں اور ہر وقت کی بول چال میں منع ہے اسلئے کہ تکلف بیجا ہے اور علی الاطلاق ممنوع نہیں دعاؤں اور خطبوں اور کتابوں میں ایسے مواقع پر جائز ہے۔

تمسخر اور مزاح کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں یاایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم و لا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب یعنی اے ایمان والو تمسخر نکریں مرد تم میں سے مردوں سے شاید وہ جن سے تمسخر کرتے ہیں تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے شاید وہ عورتیں بہتر ہوں اُنسے اور عیب گیری نکرو

آپس کی اور نہ برے لقب رکھو۔

ف اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی کسی سے تمسخر کرے اور مذاق سے اسکی آبرو کھو دے خدا کے نزدیک کا حال معلوم نہیں ہے کہ کون اچھا ہے شاید کہ وہ جس سے تمسخر کرتا ہے وہ بہتر ہوں تو اسکے لئے بڑی قباحت کی بات ہے۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کر اور نہ ٹھٹھے بازی کر اس سے اور نہ ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے (مشکوٰۃ)

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی بعضا کلمہ کہتا ہے اسلئے کہ لوگ اس سے ہنسیں اور بسبب اس کلمہ کے گر پڑتا ہے زیادہ تر دور اس سے جو درمیان زمین اور آسمان کے ہے (یعنی گر پڑتا ہے طرف دوزخ کے اور زیادہ دور ہو جاتا ہے رحمت الٰہی سے بمقدار دوری آسمان اور زمین کے) مشکوٰۃ

مسئلہ مذاق اور مزاح سے ایسی بات کہنی جسمیں کسی کو رنج نہو کسی کی بےعزتی اور ایذا اور تذلیل نہو انبساط قلب کیلئے جائز ہے اسطرح کا مزاح جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی منقول ہے چنانچہ صحیح ترمذی میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے سواری مانگی حضور نے فرمایا کہ میں اونٹنی کا بچہ تیری سواری کیلئے دونگا اسنے کہا کہ یا رسول اللہ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کرونگا حضور نے فرمایا کہ اونٹ اونٹنی کے بچے نہیں ہوتے اور کسکے ہوتے ہیں۔ 24

شرح السنہ میں ہے کہ ایک شخص گاؤں کا (زاہر بن حرام) جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے گاؤں کے تحفے لایا کرتا تھا۔ اور حضور شہر کی چیزیں اسے خرید دیا کرتے تھے اور حضور نے فرمایا کہ زاہر ہمارا دہقان ہے اور ہم اسکے شہری ہیں اور حضور اس سے محبت فرماتے تھے اور وہ سیاہ فام تھا ایک روز جناب رسول اللہ ﷺ بازار میں تشریف لائے اور زاہر کچھ اپنا سودا بیچ رہے تھے حضور نے پیچھے سے جا کر اسکی کولی بھر لی وہ دیکھتے نہ تھے کہنے لگے چھوڑ دے مجھے کون ہے پھر منہ پھیر کے حضور کو پہچانا تو اپنی پیٹھ کو جناب رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک سے خوب چپٹا دیا حضور نے فرمایا کہ کون مول لیتا ہے اس غلام کو زاہر نے کہا کہ اگر حضور مجھے فروخت کرینگے تو قیمت بہت کم پائینگے (یعنی میں متاع کم قیمت ہوں) حضور نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو (مشکوٰۃ)

مسئلہ ۳ ایسا مزاح جس سے قہقہہ مارنا اور گالیاں اور فحش بکنا مقصود ہو ناجائز ہے۔ مشکوٰۃ میں بیہقی سے روایت ہے کہ بہت ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرہ کا نور کھو دیتا ہے لہذا جو بات دل لگی کی ہنسانے کی دل لگی کے لئے ہو اور اسکی وجہ سے قہقہہ بازی ہو حقیقت میں وہ دل لگی نہیں ہے بلکہ دل کی خرابی ہے اور دل کے مرنے سے مراد یہ ہے کہ دل خدا کی طرف متوجہ نہ رہے اور رحم اُس سے جاتا رہے اور دل کا زندہ ہونا اسے کہتے ہیں کہ دل خدا تعالے کی نور کیوجہ سے نرم ہو جائے اور دین کی بات سنکر رونا آوے افسوس اس زمانہ میں مسخرہ کو زندہ دل کہتے ہیں حالانکہ وہ مردہ دل ہے

مسئلہ ۴ مزاح اور مذاق جو جائز ہے اُسمیں بھی کثرت اور ہر وقت انہماک اور اسی میں مشغولی ممنوع ہے۔

لعنت کرنے اور کافر کہنے کا بیان

(لعنت کا بیان) صحیحین میں ہے کہ مسلمان کو لعنت کہنا مانند اسکے قتل کرنیکے ہے (مشکوٰۃ)

ف قتل سب کبیرہ گناہوں میں بہت بڑا گناہ ہے جب آنحضرت صلعم نے لعنت کو مثل قتل کے
25 فرمایا تو بہت برائی اس گناہ کی ثابت ہوئی۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا (یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے) (مشکوٰۃ)

اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی چادر کو ہوا کھینچے لئے جاتی تھی اُسنے ہوا کو لعنت کی حضور صلعم نے فرمایا کہ ہوا کو لعنت مت کرو وہ تو خدا کے حکم سے چلتی ہے بیشک جو شخص لعنت کرے ایسی چیز کو کہ لائق لعنت کے نہیں ہے سو کرنیوالے پر لعنت لوٹ آتی ہے (مشکوٰۃ)

مسئلہ جس شخص کا مرجانا یقیناً کفر پر ثابت ہو جیسے فرعون اور ابو جہل اُسکو لعنت کرنا جائز ہے اور زندہ کافر کو بھی لعنت کرنا جائز نہیں ہے اس سبب سے کہ احتمال ہے کہ مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہو جاوے اور قابل لعنت کے نہ رہے تو موافق احادیث کی لعنت کہنے والیکی طرف لوٹ آئے

مسئلہ لعن بالوصف جائز ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ لعنت ہے یہودی پر یا کافر پر یا چور پر اس قسم کی لعنت بھی حدیثوں میں آئی ہے بلا تعیین کسی شخص کے ایسی لعنت جائز ہے۔

(کافر کہنے کا بیان) صحیح بخاری میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص

دوسرے کو فاسق یا کافر کہے اور وہ شخص ایسا نہو تو کہنا اسکا اسی پر اُلٹ آویگا (مشکوٰۃ)

اور صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہو تو یہ بات کہنے والے پر اُلٹ آوے گی (مشکوٰۃ)

گالی اور فحش و بدزبانی کا بیان

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ گالی دینا مسلمان کو بڑے گناہ کی بات ہے اور قتال کرنا مسلمان سے کفر ہے (یعنی بہت بڑا گناہ ہے قریب بکفر) مشکوٰۃ

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بیحیائی کی بات کرنے والا اسلام میں سے اُسکے پاس کچھ نہیں ہے (عراقی) اور طبرانی نے بسند جید روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک حقتعالیٰ دوست نہیں رکھتا ہے فحش بکنے والے بیحیائی کی بات کہنے والیکو (عراقی) اور ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ نہیں ہے مسلمان طعنہ کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو (مشکوٰۃ) اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حیا اور بات کم کہنا دو شاخیں ہیں ایمان کی اور فحش اور بدزبانی اور بے دھڑک بات کہنا دو شاخیں ہیں نفاق کی (مشکوٰۃ) ۲۱

اور احمد اور ابو داؤد طیالسی نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص آپسمیں گالی گلوچ کرتے ہیں وہ دونوں شیطان ہیں کہ آپسمیں جھوٹ بکتے ہیں اور بیہودہ کہتے ہیں (عراقی)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو دو شخص آپسمیں ایک دوسرے کو گالی دیں گناہ شروع کرنیوالے پر ہوتا ہے جبتک دوسرا زیادہ نہ کہے (یعنی جسقدر ایک شخص نے بیجا بات کی دوسرا اتنا ہی جواب دے تو سب گناہ شروع کرنیوالے پر ہوتا ہے اور جب وہ زیادہ کہے تو دونوں گناہ میں شریک ہو جاتے ہیں) مشکوٰۃ

امام مالک اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہاں کسی کے باپ کو

گالی دے اور وہ اُسکے باپ کو گالی دے اور کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ اسکی ماں کو گالی دے (یعنی جب اسکے گالی دینے کے سبب سے اسکے ماں باپ کو گالی دی تو گویا اسی نے گالی دی) تیسیر الوصول

زمانہ کو بُرا کہنا

صحیحین میں ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ایذا دیتا ہے مجھے ابن آدم گالی دیتا ہے دہر کو اور میں دہر ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہے میں الٹ پلٹ کرتا ہوں دن رات کو **ف** آفات و حوادث کو زمانہ کی طرف نسبت کرکے زمانہ کو جو برا کہتے ہیں حقیقت میں یہ بُرا کہنا طرف پیدا کرنے والے اُن آفات و حوادث کے رجوع کرتا ہے اور وہ حق تعالی سبحانہ ہے اسلئے اس حدیث قدسی میں وارد ہوا کہ اسطرح زمانہ کو گالی دینا اور بُرا کہنا خداوند تعالی کو ایذا دینا ہے مسلمان کو چاہئے کہ ایسی بات سے احتراز کرے (مشکوۃ)

مُردوں کو بُرا کہنا

27 صحیح بخاری میں ہے گالی مت دو مردوں کو یقیناً وہ پہونچ گئے اپنے کئے ہوئے کاموں کو (یعنی مردوں کو بُرا کہنا نہ چاہئے جیسے اعمال اُنہوں نے کئے تھے اُسکی جزا و سزا اُنکو ملی اگر نیک اعمال کئے تھے تو تمھارا بُرا کہنا بہت بُرا ہے اور اگر بُرے اعمال اُنھوں نے کئے تھے تو اُسکے عذاب میں مبتلا ہونگے تمہارا بُرا کہنا بالکل فضول حرکت ہے) مشکوۃ

قذف کا بیان

قذف پارسا مرد یا عورت کو زنا کی تہمت لگانے کو کہتے ہیں اور یہ گناہ کبیرہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں بروایت ابوداؤد و نسائی وارد ہے (تیسیر الوصول) اور قرآن مجید میں ایسے شخص کو فاسق فرمایا ہے اور اُسیر اسّی درّے سزا مقرر کئے ہیں اور ساری عمر کو وہ شخص مردود الشہادت ہوجاتا ہے یعنی گواہی اسکی کبھی قبول نہ کیجاوے گی ۱۲

اور صحیحین میں ہے جو شخص تہمت زنا کی لگاوے اپنے لونڈی یا غلام کو تو قیامت کے دن اُسکے کوڑے لگیں گے (مشارق)

ف جب غلام کہ جسکے حقوق شریعت میں کم رکھے ہیں اُسکو قذف کرنے میں قیامت میں

عذاب ہوگا تو حرجسکے حقوق بکثرت ہیں اُسکی تہمت کیوں موجب عقاب نہ ہوگی۔

ف شرع میں قذف کی سزا یہ ہے کہ حاکم تذف کرنے والے کے اسّی کوڑے لگا دے مگر شرط یہ ہے کہ جسکو عیب لگایا ہو وہ آزاد ہو لونڈی غلام نہو اسوجہ سے دنیا میں اپنے لونڈی غلام کے قذف کرنے والے کو کوڑے نہ لگینگے مگر قیامت میں اللہ جل جلالہ اُسکا بدلہ لیگا اور اس عیب لگانیوالے کے اسّی کوڑے لگوائے گا

بے ادبی کا بیان

ماں باپ کی بے ادبی کرنا گناہ کبیرہ ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مت کہہ ماں کے واسطے اُف اور نہ جھڑک انکو اور کہہ اُنکے واسطے بات ادب کی **ف** اُف ایک کلمہ ہے کہ عرب میں ناخوشی کے وقت کہا کرتے ہیں اور جب اتنا کلمہ کہنے سے حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں منع فرمایا تو اور کلمات جن میں زیادہ بے ادبی ہے اُنکو قیاس کر لینا چاہیئے کہ کسقدر موجب ناراضمندی حق تعالیٰ ہونگے۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ماں باپ کا ناخوش کرنا بہت بڑا گناہ ہے (مشکوٰۃ) ۲۸

نسائی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا بہشت میں نجائیگا اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا اور ماں باپ کو ناخوش کرنے والا اور شرابی (مشکوٰۃ)

ف اقارب میں دادا اور چچا اور بڑا بھائی حکم باپ کا رکھتے ہیں۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چچا آدمی کا مثل اسکے باپ کے ہے (مشکوٰۃ)

اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا حق بڑے بھائی کا چھوٹے بھائیوں پر مثل حق باپ کے ہے اولاد پر (مشکوٰۃ)

اور اسی طرح اور جو بزرگ ہیں بلکہ حدیث[ع] میں یہانتک وارد ہے کہ جو لوگ باپ کے دوست ہیں اُن کا بھی ادب کرنا چاہیئے اور اُستاد اور مرشد کا بھی ادب مثل باپ کے کرنا چاہیئے بلکہ علما نے لکھا ہے کہ علم دینی کا اُستاد باپ سے بھی مرتبہ زیادہ رکھتا ہے پس چاہیئے کہ ان سب کے

[ع] صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت نیکوکاری کی بات یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرے باپ کے مرنے کے بعد (مشکوٰۃ) ۱۲ منہ

آداب کا لحاظ رکھے - مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از خدا جوئیم توفیق ادب ‏ ‏ ‏ بے ادب محروم گشت از لطف رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ‏ ‏ ‏ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

از ادب پرنور گشت است ایں فلک ‏ ‏ ‏ وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

بُد ز گستاخی کسوفِ آفتاب ‏ ‏ ‏ شد عزازیلے ز جرأت رد باب

مدح اور خوشامد اور تفاخر کا بیان

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ مدح میں چھ آفتیں ہیں چار مادح کے متعلق ہیں اور دو ممدوح کے لہذا مطابق تقریر کتاب موصوف کے اس مقام پر اُن چھوں آفتوں کا ذکر مع احادیث متعلقہ کے مناسب معلوم ہوتا ہے -

(آفات مادح) (۱) مدح میں جھوٹ کہے اور ایسا مبالغہ کرے کہ حد سے بڑھا دے جھوٹ کی بُرائی تو پیشتر معلوم ہو چکی ہے اور اس قسم کے مبالغہ کیلئے سنو صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری تعریف میں ایسا مت بڑھو جیسا نصاری ابن مریم کی تعریف میں ۲۹
حد سے زیادہ گذر گئے ہیں تو بندہ خدا کا ہوں سو کہو تم مجھے بندہ خدا کا اور پیغمبر اُسکا (مشکوۃ)

ف اسی طرح ولی کی تعریف میں ایسا مبالغہ کہ اُنھیں پیغمبر کی برابر کر دے یا پیغمبروں سے بھی بڑھا دے بہت بُرا بلکہ کفر ہے اور دنیا داروں کی تعریف میں بھی حد سے بڑھنا اور جو صفت اُنمیں نہو بیان کرنا قبیح ہے

(۲) ریا سے تعریف کرنا اور دل میں ویسا نہ سمجھتا ہو کیونکہ ریا منافق کا کام ہے کہ دل میں کچھ ہو اور ظاہر میں کچھ -

(۳) ایسا وصف بیان کرے جسکو خوب نہ جان سکتا ہو ایسی ہی مدح کے باب میں جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی خواہی نخواہی کسی کی تعریف کرے تو یوں کہے کہ میں اُسے ایسا سمجھتا

؎ ادب کی توفیق حق تعالی سے چاہتے ہیں بے ادب خدا کے لطف سے محروم رہا اور بے ادب نے صرف اپنا بُرا نہیں کیا بلکہ تمام اطراف عالم میں آگ لگا دی (کہ اسکی وجہ سے قحط و وبا و قسم قسم کی بلائیں نازل ہونے لگیں) فلک کا پرنور رہونا اور فرشتوں کا معصوم و پاک ہونا ادب کی وجہ سے ہے (کہ فلک سے بوقت دریافت اس امر کے کہ خوشی سے مطیع قدرت بنتا ہے یا جبر سے جواب ملا تھا خوشی سے اور فرشتوں نے امتحان علم اسماء کے وقت کہا تھا سبحانک لا علم لنا الا الآیۃ) آدمیوں کی گستاخی سے آفتاب بے نور ہوا اور عزازیل مردود درگاہ خداوندی ہوا بوجہ تکبر کے منہ

ہوں خدا پر رکھ کے کسی کی تعریف نہ کرے (یعنی ایسی باتوں کا حال خدا ہی کو خوب معلوم ہے) مشکوٰۃ
ف یہ کہنا کہ فلانا بڑا متقی ہے بڑا زاہد ہے ٹھیک نہیں اسلئے تقویٰ اور زہد واقعی کا حال خدا ہی
کو معلوم ہے ہاں اگر یہ نیت ہو یا یہی کہے کہ میں فلاں کو متقی یا زاہد جانتا ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں
اور اسیطرح اگر ایسا وصف بیان کرے کہ جسکو یہ جان سکتا ہو مثلاً تہجد گذاری یا خوشنویسی
تو اُسکے بیان میں مضائقہ نہیں۔

(۴) ظالم یا کافر یا فاسق کی تعریف کرے جس سے وہ خوش ہو ویں بیہقی نے روایت کی ہے کہ
جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مدح کیجاتی ہے فاسق کی حق تعالیٰ غضب میں ہوتا ہے اور عرش
ہل جاتا ہے (مشکوٰۃ **ف** جب فاسق کی مدح کا یہ حال ہے تو کافر کی مدح میں زیادہ غضب الٰہی
سمجھنا چاہیے مولانا روم رح فرماتے ہیں ؎

می بلرزد عرش از مدح شقی ۔۔۔ بدگماں گردد ز مدحش متقی

(آفات ممدوح) (۱) ممدوح کو مدح کی وجہ سے عجب پیدا ہو اور اپنے کو تعریف کی وجہ سے
اچھا سمجھنے لگے۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف
کی حضور ﷺ نے فرمایا خرابی ہو تجھے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی تین بار حضور ﷺ نے یہی ارشاد
فرمایا (یعنی تیری تعریف کے سبب اُسے گھمنڈ ہوگا اور وہ عجب موجب ہلاکی و عذاب اخروی ہوگا)
مولانا روم ایسی ہی مدح اور تعظیم خلق کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

تن قفس شکل ست زاں شد خارِ جاں[عہ] ۔۔۔ از فریبِ داخلان و خارجاں
اینش گوید من شوم ہمراز تو ۔۔۔ و آنش گوید نے منم انباز تو
اینش گوید نیست چوں تو در وجود ۔۔۔ در کمال و فضل و احسان و جود

عہ یعنی تن قفس کی شکل ہے اسی وجہ سے وہ جان کیلئے مثل خار کے ہو رہا ہے آمد و رفت کرنیوالوں کے فریب دینے سے ہو رہا ہے کہ وہ خوشامد کی باتیں کرتے ہیں اُس سے عجب پیدا ہوتا ہے ایک کہہ رہا ہے میں آپکا ہمراز ہوں دوسرا کہتا ہے نہیں صاحب میں شریک حال ہوں ایک کہتا ہے کہ تمہارے مثل تو ہستی بھر میں نہیں کمال میں بھی فضیلت میں بھی احسان و جود میں بھی ایک کہتا ہے دونوں عالم حضور کی ملک ہیں ہماری سب کی جانیں بھی طفیلی ہیں ایک کہتا ہے کہ آپ تو گویا زمانہ عیش و خرمی ہیں دوسرا کہتا ہے آپ زمانہ حلاوت و ہمدمی ہیں وہ محض بیچارہ جب ایک مخلوق کو اپنا سرمست دیکھتا ہے پس تکبر کی وجہ سے ہاتھوں سے نکلجاتا ہے اُسکو اتنی خبر نہیں کہ اس جیسے ہزاروں کو شیطان نے ورطۂ ضلالت میں دھکا دیدیا ہے یہ دنیاداروں کا لطف و تملق ایک لذیذ لقمہ ہے اسکو ذرا کم کھاؤ کیونکہ آتش لقمہ ہے اس لقمہ کی آتش پنہاں ہے اور اس کا ذوق ظاہر ہے لیکن اسکا انجام آخر میں نکلتا ہے ۱۲ منہ

آتشش گوید ہر دو عالم آن تست　　جملہ جانہا طفیل جان تست
انیش گوید گاہ عیش و خرمی　　آتشش گوید گاہ نوشش و ہمدمی
او چو بیند خلق را سر مست خویش　　از تکبر مے رود از دست خویش
او نداند کہ ہزاران را چو او　　دیو افگندست اندر آب جو
لطف و سالوس جہاں خوش لقمہ ایست　　کمترش خور کو پر آتش لقمہ ایست
آتشش پنہان و ذوقش آشکار　　رود او ظاہر شود پایان کار

اور آیندہ اشعار میں مولانا نے ایک شبہ اور جواب کی تقریر فرمائی ہے کہ تم یوں خیال نہ کرو کہ میں خوشامد گو کی مدح سے کب خوش ہوتا ہوں وہ مادح اپنی کسی طمع و غرض سے مدح کرتا ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں اسلئے مجھکو ضرر نہیں پہونچ سکتا تو اس سوال کی مع جواب کے تقریر فرماتے ہیں ؎

تو مگو کاں مدح را من کے خرم　　از طمع مے گوید او من پے برم
مادحت گر ہجو گوید بر ملا　　روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
گرچہ دانی کو ز حرماں گفت آں　　کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں
آں اثر مے ماندت در اندروں　　در مدیح ایں حالتست ہست آزموں
آں اثر ہم روزہا باقی بود　　مایۂ کبر و خداع جاں شود

(۲) ممدوح آئندہ کو بسبب مدح کے عمل خیر میں کوتاہی کرنے لگے مثلاً کسی طالب علم کی تعریف کیجائے کہ تمہاری استعداد بہت اچھی ہے اور مطالعہ خوب صاف ہے وہ یہ بات سنکے کہ اب استعداد میری کامل ہوگئی ہے اب محنت کی حاجت نہیں ہے مطالعہ اور محنت میں کوتاہی کرے

مسئلہ جب ان آفات مذکورہ سے مدح خالی ہو تو وہ مدح جائز ہے بلکہ بعض اوقات موجب اجر ہے جب آفات مذکورہ سے خالی ہونیکے علاوہ کسی دینی نفع کے ترتب کی امید ہو یہی وجہ ہے کہ

؎ تم یوں مت کہو کہ اس خوشامد گو کی مدح سے میں کب خوش ہوتا ہوں وہ مادح اپنی کسی طمع و غرض سے مدح کرتا ہے اور میں خوب سمجھتا ہوں (مولانا جواب دیتے ہیں کہ) اگر وہی مدح کرنیوالا تمہاری بر ملا ہجو کرنے لگے تو مدتوں تمہارا دل اس سوزش ہی جلتا رہتا اگرچہ تم یقیناً جانتے ہو کہ اسنے یہ ہجو اسلئے کی ہے کہ وہ اپنے مقصد سے محروم رہا یعنی جو امید تم سے رکھتا تھا خالی گئی اسی طرح وہ اثر مدح بھی مدتوں باقی رہتا ہے اور کبر و خداع کا مایہ بنجاتا ہے ۱۲

جناب رسول اللہ ؐ نے اکثر اپنے اصحاب کی مدح فرمائی اور مقصود یہ تھا کہ لوگ اُنکی درجات عالیات دریافت کر کے اُنسے عقیدت و محبت رکھیں اور اُنکا طریقہ اختیار کریں اور نیز صحابہ کے حال کا بھی علم تھا کہ اُن کو عجب اور کبر نہ ہوگا۔

خوشامد کا بیان

خوشامد کبھی بطور مدح کے ہوتی ہے سو اُسکا حال تو اوپر کے بیان سے معلوم ہوچکا اور جان لینا چاہئے کہ ممدوح خوشامد کرنے والے کو اگر سچی بات سے مدح کرتا ہو روک دے احمد اور ابوداود نے روایت کی ہے کہ وفد بنی عامر جناب رسول اللہ ؐ کی خدمت میں آئے اُنھوں نے کہا کہ آپ سید ہمارے ہیں (یعنی ہمارے سردار ہیں) حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ سردار اللہ ہے پھر اُنھوں نے کہا کہ آپ مرتبہ میں ہم سب سے افضل ہیں اور آپ مرتبہ اور مقدور میں سب سے بڑے ہیں حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمھیں اپنا مطلب کہنا ہو سو کہو اور شیطان تمہیں نہ بہکائے (مشکوۃ)

ف باتیں اُنھوں نے سب سچی کہی تھیں مگر بطور خوشامد کے کہتے تھے اسلئے آنحضرت صلعم نے اُنھیں روک دیا۔ ۴۲

اور کبھی خوشامد اس طرح ہوتی ہے کہ امیروں کے پاس جا کے اُنکی جھوٹی باتوں کی تصدیق کیا کرتے ہیں۔ ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ جو شخص امیروں کے پاس جا کر اُنکے جھوٹ کی تصدیق کرے اور اُنکے ظلم پر اعانت کرے سو ایسے آدمی مجھ سے نہیں ہیں اور میں اُنسے نہیں ہوں مجھے اُنسے کچھ علاقہ نہیں اور حوض کوثر پر میرے پاس وہ نہ آویں گے (مشکوۃ)

تفاخر کا بیان

تفاخر اسے کہتے ہیں کہ اپنی تعریف کرے اوروں پر زیادتی ظاہر کرنے کو خواہ اپنے ذاتی اوصاف بیان کرے خواہ باپ دادا کے تفاخر شرعاً ممنوع ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی ہے طرف میرے کہ تواضع (یعنی عاجزی) کرو یہانتک کہ نہ فخر کرے کوئی تم میں سے کسی پر اور نہ ظلم کرے کوئی تم میں سے کسی پر (مشکوۃ)

ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ لیگیا تم میں سے تکبر
جاہلیت کا اور فخر کرنا باپ دادوں سے نہیں ہے مسلمان متقی یا بدکار شقی مگر سب اولاد آدم کی اور آدم
مٹی سے پیدا کئے گئے اھ (مشکوٰۃ) یعنی آدمی میں خود جو وصف پایا جاوے اسکا اعتبار ہے
اگر نیک کام کرتا ہے مسلمان متقی ہے اگر برے کام کرتا ہے بدکار شقی ہے پس نسب پر فخر کرنا
بیجا ہے اصل سب کی ایک ہی سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور نطفہ منی سے پیدا ہوئے ہیں
کسی شاعر نے خوب کہا ہے **قطعہ**

دوش دیدم کہ ابلہے میگفت ۔۔۔ پدر من وزیر خان بود ست
باوجودیکہ نیست معلوم ۔۔۔ خود گرفتم کہ آنچناں بود ست
ہیچکس دیدہ کہ گہ بخورد ۔۔۔ کہ بعہد قدیم ناں بود ست

مسئلہ لڑائی میں دشمن کے دبانے کیلئے فخر جائز ہے جناب رسول اللہؐ اور حضرت علیؓ اور دیگر اصحاب
سے منقول ہے۔

۳۳ مسئلہ اگر اپنی تعریف بیان کرنے سے مقصود اظہار نعمت الٰہی ہو دوسرے کی تحقیر اور اظہار
اپنی بڑائی کا منظور نہو جائز ہے۔

باپ دادوں سے فخر کرنے کی جو ممانعت ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نسب کی کچھ حقیقت
نہیں ہے سید اور اشراف اور کمینہ کا شرعاً باعتبار نسب کے ضرور فرق ہے اسی لئے شرع کے
باب نکاح میں کفارت کا اعتبار ہے اور جناب رسول اللہ صلعم کا نسب آخرت میں بھی کام
آویگا یہ بات صحیح روایات میں موجود ہے۔ منع بھی ہے کہ کسی مسلمان کی بتفاخر نسب تذلیل
کرے اور اپنے بزرگوں کی نسبت یہ خیال کرے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں وہ ہمیں بخشوا دیں گے
اور اسوجہ سے گناہوں پر دلیر ہو جاوے۔

(مباحثہ بیجا اور جدال اور جھگڑے کا بیان)

صحیح ترمذی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بحث بیجا مت کر اپنے بھائی سے (یعنی
مسلمان سے) اور ہنسی مت کر اس سے اور نہ وعدہ کر کے خلاف کر اس سے (مشکوٰۃ)

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص ترک کرے بحث اور جھگڑے کو اور وہ باطل پر ہو بنایا جاویگا اُسکے واسطے گھر حوالی جنت میں (یعنی نیچے کے درجوں میں) اور جو شخص چھوڑے بحث اور جھگڑے کو اور وہ حق پر ہو بنایا جاویگا اُسکے واسطے گھر وسط جنت میں اور جو شخص کہ اُسکا خلق اچھا ہو بنایا جائیگا اُسکے واسطے گھر اعلی جنت میں (تیسیر الوصول)

امام مالک اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا سب آدمیوں سے زیادہ دشمن خدا تعالی کے نزدیک وہ شخص ہے جو بڑا لڑاکا جھگڑالو ہو (تیسیر الوصول)

امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا نہیں گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد ہدایت کے جسپر تھی مگر اس طرح کہ دیگئی وہ جدال اور بحث کرنے لگے امور دین میں (مشکوۃ)

اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایکبار جناب رسول اللہ صلعم باہر تشریف لائے اور ہملوگ قضا و قدر کے باب میں کچھ بحث کررہے تھے آپ ناخوش ہوئے اور چہرہ آپکا سرخ ہوگیا گویا انار کے دانے آپکے چہرہ مبارک پر توڑ دئے گئے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کیا تمھیں اسی بات کا حکم ہوا ہے کیا یہی پیغام خدا کی طرف سے تمھارے پاس لایا ہوں تمسے پچھلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ دین کی باتوں میں بہت جھگڑتے تھے اور پیغمبروں کے خلاف کرتے تھے (تیسیر الوصول)

مسئلہ اگر بحث کرنیکے سبب سے کسی مقام پر تائید دین کی ہو مثلاً کوئی کافر یا بدعقیدہ دین کے امر میں مباحثہ کرنا چاہے تو علماء دین کو ضرور ہے کہ اُس سے مباحثہ کرکے اُسے قائل کریں اور دلیلیں حق کی ظاہر کریں ایسا مباحثہ فرض کفایہ اور موجب ثواب ہے۔

مسئلہ کسی مسئلہ کی تحقیق میں اظہار حق کیواسطے جو علماء میں مباحثہ ہو جیسے صحابہ اور مجتہدین میں ہوا کرتا تھا ایسا مباحثہ بھی ثواب کی بات ہے مگر جو مباحثہ مسئلہ میں براہ نفسانیت ہو اور ہر ایک کو اپنی بات کی پچ منظور ہو ایسا مباحثہ برا گناہ ہے۔ اور ہمارے زمانہ میں مناظرہ کے وہی اقسام شائع ہیں جو ممنوع ہیں۔

مباحثہ محمودہ و مذمومہ کا بیان

تفصیل اسکی یہ ہے کہ مسائل کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسکی ایک جانب یقیناً حق دوسری

جانب یقیناً باطل ہو سمعاً یا عقلاً یہ مسائل قطعیہ کہلاتے ہیں ایک وہ جسمیں جانبین ہیں
حق اور صواب اور خطا و غلطی دونوں محتمل ہوں یہ مسائل ظنیہ کہلاتے ہیں۔ مسائل کلامیہ اکثر
قسم اول سے ہیں اور بعض قسم ثانی سے اور مسائل فقہیہ اکثر قسم ثانی سے ہیں اور بعض قسم اول سے
جیساکہ متتبع پر مخفی نہیں ہے پس مسائل ظنیہ محتملۃ الخطا والصواب میں خواہ وہ از قسم
مسائل کلامیہ ہوں یا از قبیل مسائل فقہیہ صرف اثبات ترجیح ظنی کیلئے محض اصول علم
باہم مکالمت بلا بغض و عناد و بلا قطع اعتقاد ایک جانب کے و بلا قصد ابطال جازم دوسری
جانب کے اور بعزم رجوع و قبول حق کے جب سمجھ میں آجاوے ایسا مناظرہ اور مباحثہ جائز
ہے مگر مصلحت یہی ہے کہ عوام تک اسکی اطلاع نہو اگر زبانی گفتگو ہو تو مجمع خواص میں ہو اور اگر
تحریری ہو تو عام فہم زبان میں نہو مثلاً ہندوستان میں اردو میں نہو عربی میں ہو یا کم از کم
فارسی میں ہو تاکہ اگر کسی وقت وہ تحریرات شائع کیجاویں تو عوام میں اس اختلاف سے کوئی اثر نہ
پہونچے اور سلف سے ان مسائل میں اسی طرح کی گفتگو منقول ہے نہ وہ گفتگو جو آجکل ہوتی ہے کہ
ایک قرارت فاتحہ خلف الامام کا حق ہونا اسطرح تبلارہا ہے کہ اُسکے نزدیک تمام حنفیہ تارک

صلوٰۃ اور فاسق ہیں اور دوسرا اُسکی نفی اسطرح کر رہا ہے کہ گویا اُسکے نزدیک قراءۃ خلف الامام
میں کوئی حدیث ہی نہیں آئی اور عین مناظرہ میں اگر مقابل کا قول دل کو بھی لگجائے تب بھی ہرگز
قبول نہ کریں جسطرح بن سکے اُسکو رد کریں بلکہ مقابل کی گفتگو شروع ہونیکے ساتھ ہی رد ہی کا پختہ
ارادہ کر لیتے ہیں اور اول سے اسی کے سوچ میں رہتے اور اسی نیت سے سنتے ہیں کیونکہ تمام تر
مقصود اپنا غلبہ اور دوسرے کا اسکات ہوتا ہے پھر باہمی عناد و فساد حتی کہ نوبت بعدالت
پہونچتی ہے یہ علاوہ بریں کیا یہ دین ہے کیا یہی طریقہ سلف صالحین کا ہے کیا حضرات صحابہ
سے ان مسائل میں ایسا عملدرآمد ثابت ہے۔ یہ تو مسائل ظنیہ کے متعلق بیان ہوا اب رہ گئے
مسائل قطعیہ متعینۃ الصواب جیسے کفر و اسلام کا اختلاف یا سنت و بدعت متفق علیہا
عند اہل الحق کا اختلاف اسمیں چند حالتیں ہیں ایک یہ کہ صاحب باطل متردد اور طالب
اور جویا حق کا ہے اپنے شبہات کو صاف کرنا چاہتا ہے اور اس غرض سے مناظرہ کرتا ہے
یہ مناظرہ قادر علی تائید الحق پر فرض و واجب ہے اور جب جواب سے عجز ہو صاف کہدینا چاہئے

کہ اسکا جواب میری سمجھ میں نہیں آیا میں سوچکر یا پوچھکر پھر تبلاؤں گا یا اپنے سے زیادہ جاننے والے کا پتہ تبلادے اور اُس طالب علم کو چاہئے کہ وہاں جاکر رجوع کرے اور قدرت ہوتے ہوئے ایسے مناظرہ سے انکار کرنا معصیت ہے یہ حدیث من سئل عن علم فکتمہ الخ اسکو بھی شامل ہے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ وہ طالب نہیں لیکن متکلم مناظر کو توقع و احتمال ہے کہ شاید مخاطب قبول کرلے سو جب تک اسکی امید ہو مناظرہ کرنا تبلیغ احکام میں داخل ہے جہاں تبلیغ واجب ہے وہاں یہ بھی واجب ہے اور جہاں تبلیغ مستحب ہے یہ بھی مستحب ہے جناب سرور عالم صلعم و صحابہ کے مناظرات اہل کتاب و خوارج وغیرہ سے اسی قبیل کے تھے۔

اور تیسری حالت یہ ہے کہ وہ طالب بھی نہیں اور اُسکے قبول کی امید بھی نہیں مگر کسی مفسدہ و مضرت کا اندیشہ بھی نہیں اور کسی ضروری امر میں خلل بھی محتمل نہیں تو ایسی حالت میں ایسا مناظرہ مستحب ہے۔

اور چوتھی حالت یہ ہے کہ نہ طالب ہے نہ قبول کی امید نہ کسی ضروری امر میں خلل کا احتمال مگر خاص مضرت کا اندیشہ ہے تو قوی الہمت کیلئے اولی اور عزیمت ہے اور ضعیف الہمت کے لئے رخصت اور غیر اولی ہے۔

اور پانچویں حالت یہ ہے کہ نہ طالب نہ توقع قبول اور ساتھ ہی . . . . دینی مضرت کا احتمال ہے یا دینی منفعت مہمہ کا فوت محتمل ہے اس صورت میں اُس سے اعراض اور ضروری میں اشتغال واجب ہے قرآن مجید میں اعراض و ترک جدال کا امر ایسے ہی مواقع پر ہے۔

چھٹی حالت یہ ہے کہ مناظرہ کرنے میں مخاطب کی تو نہ کوئی منفعت متوقع اور نہ اُس سے کسی خاص مضرت کا احتمال اور مناظرہ نہ کرنے میں عوام اہل حق کے شبہ میں واقع ہو جانیکا اندیشہ ہو اور مسئلہ ایسا ہو کہ عوام اہل حق کو اُسکے غلط ہونیکا احتمال بھی نہو تاکہ علماء اہل حق سے دریافت کرسکیں تو اس صورت میں اسکی تدبیر واجب ہے۔ اسکی دو تدبیریں ہیں ایک یہ کہ خود اہل باطل کو مکالمہ یا مکاتبہ میں مخاطب بنایا جاوے۔ دوسری تدبیر یہ کہ اس سے خطاب نکیا جاوے بلکہ عام خطاب سے حق کو ثابت اور باطل کو رد کیا جاوے پس یہ دونوں تدبیریں واجب علی التخییر ہیں انمیں سے جس تدبیر کو اختیار کر لیا جاویگا واجب ادا ہو جاوے گا۔

ساتھ ہیں حالت یہ ہو کہ قیود مذکورہ حالت ششم کے ساتھ وہ مسئلہ بھی ایسا ہو کہ عوام اہل حق کو اسکے غلط ہونے کا شبہ واقع ہو سکتا ہو اس صورت میں خود اُن عوام پر واجب ہے کہ علمار سے تحقیق کریں اور اُنکے استفسار کے وقت علمار پر جواب دینا واجب ہوگا ورنہ بدون سوال مسبکدوش ہیں۔ اور ان تمام صورتوں میں یہ واجب ہے کہ الفاظ اور مضمون متانت اور تہذیب کے خلاف نہو اگر دوسرا بھی درشتی کرے تو صبر افضل ہے یہ تمامتر تفصیل و تقسیم مذکور اُن امور میں ہے جو شرعًا مقصود ہوں بعض وہ امور ہیں جو شرعًا مہتم بالشان نہیں جیسے خاندان چشتیہ اور خاندان نقشبندیہ کا باہم متفاضل ہونا یا بعض وہ امور ہیں جنمیں بحث کرنے یا حکم لگانے سے شارع ؑ نے منع فرمایا ہے جیسے تقدیر کا مسئلہ یا کوئی دوسرا مسئلہ جو اسی کی نظیر ہو یا جیسے باوجود اسکے کہ کسی کا کلام محتمل معنی صحیح کو ہو پھر اُسکو کفر کا حکم لگانا انمیں بحث و مباحثہ کرنا منہی عنہ اور مذموم ہی علی اختلاف مراتب النہی والمنہی عنہ اس تقریر سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ نہ ہر مناظرہ محمود ہے نہ مذموم۔

کلمات کفر کا بیان

سب سے بڑا گناہ جو زبان سے متعلق ہو یہ ہے کہ کفر کی بات آدمی کی زبان سے نکلے کفر سب کبیرہ گناہوں سے بڑا ہے اسکا عذاب یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہیگا کبھی نہ چھوٹیگا اور فقہ اور عقائد کی کتابوں میں کفر کے کلمات بہت لکھے ہیں جنکا مفصل بیان طوالت رکھتا ہے مگر اس مقام پر چند مسائل بطور قواعد کلیہ کے لکھے جاتے ہیں

مسئلہ[۱] جس کلمہ میں بے ادبی ہو حق تعالیٰ کی جناب میں یا انکار ہو حق تعالیٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی نقصان و عیب کا ایسا کلمہ یقینًا کفر ہے۔

مسئلہ[۲] جس کلمہ میں خدا کے ساتھ برابری پائی جاوے کسی دوسرے کی خدائی کاموں میں یا خدائی صفات میں وہ کلمہ بھی یقینًا کفر ہے۔

مسئلہ[۳] جس کلمہ میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت پائی جاوے جناب رسول اللہ ؐ کی وہ کلمہ بھی کفر ہے اور وہ شخص واجب القتل ہے اگرچہ توبہ کرے۔

مسئلہ[۴] ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے شعراء اسمیں اکثر مبتلا ہیں اور مضمون نگار بھی

مسئلہ ۵ جس کلمہ سے یہ بات پائی جاوے کہ حضورؐ نے کوئی بات جھوٹ یا بے اصل واسطے نمائش اور انتظام کے کہی یقیناً کفر ہے۔

مسئلہ ۶ ایسا کلمہ جس سے قرآن شریف کی کسی آیت یا حکم یقینی کا انکار نکلے بیشک کفر ہے اور اسیطرح جس کلمہ میں بے ادبی یا اہانت قرآن یا کسی آیت کی ہو کفر ہے۔

مسئلہ ۷ ایسا کلمہ جس سے انکار قیامت یا بہشت یا دوزخ یا کسی ایسے دین کی بات کا جسکو حضورؐ نے قطعاً فرمایا ہو نکلے کفر ہے۔

مسئلہ ۸ جس کلمہ میں اہانت جناب رسول اللہؐ کی شریعت کی یا سنت کی یا تمسخر یا استہزار کسی حکم شریعت پر پایا جاوے کفر ہے۔

مسئلہ ۹ نقل کفر اُسی وقت جائز ہے جب مقصود اُسکی بُرائی کرنا یا اُسکا رد منظور ہو ورنہ نقل کفر بطور استحسان بھی کفر ہے اور بطور ظرافت بھی جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۰ حرام قطعی کو (جیسے زنا شراب قمار) حلال کہنا کفر ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ کفر کی برابر کوئی گناہ نہیں حدیث میں ہے کہ آدمی کفر کی بات ہرگز نہ کرے اگرچہ مار ڈالا جاوے یا جلا دیا جاوے اور فی زمانہ آدمی بکثرت کلمات کفر بے سمجھا یا کہہ گذرتے ہیں حالانکہ کفر کیوجہ سے پچھلے سب نیک اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور اگر اُسی حالت پر بے توبہ مر جائے تو ہمیشہ کیلئے جہنمی ہو۔ مقتضائے ایمان یہ ہے کہ آدمی کلمات کفر سے بہت بچے اور خوب احتیاط رکھے کہ کوئی کلمہ زبان سے ایسا نہ نکلنے پائے۔ ۴۸

الحمد للہ کہ کتاب تحذیر الانسان عن ارتکاب آفات اللسان ختم ہوئی حق تعالیٰ مجھے اور سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق دیں۔

تقریظ جناب مولانا مولوی حافظ عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد میں نے یہ رسالہ اول سے آخر تک دیکھا رسالہ نہایت عمدہ واقع ہوا ہے اپنے باب میں۔ حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے اور اس عمل اور جانفشانی کو مصنف کے قبول فرماوے آمین۔

عبد اللطیف عفا عنہ مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور